اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

الفضل

خطبہ نمبر ۲۱

دارالامان قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN.

یوم جمعہ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ الفضل قادیان

ٹیلیفون نمبر ۹۱

قیمت ایک آنہ

جلد ۲۹ | ۲۷ احسان ۱۳۲۰ ہش | یکم جمادی الثانی سنہ ۱۳۶۰ھ | ۲۷ جون سنہ ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۴۳

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحریک جدید سال ہفتم کا چندہ جلد ادا کرنے کی کوشش کیجائے

بقاداران تحریک جدید کو انتباہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۰ ماہ احسان ۱۳۲۰ ہش ۔ مطابق ۲۰ ۔ جون سنہ ۱۹۴۱ء

مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

تحریک جدید کے مالی سال میں سے بہت سے مہینے گزر چکے ہیں ۔ اور اب ساتویں سال کے

قریباً پانچ مہینے

باقی ہیں ۔ سوائے ان مستثنیات کے کہ بعض لوگ مجبوریوں کی وجہ سے زیادہ مہلت لے لیتے ہیں ۔ یا دوسرے ممالک میں رہنے والے ہیں ۔ یا ہندوستان کے دوسرے صوبوں میں رہتے ہیں ۔ باقی سب کے نومبر کے آخر تک بارہ مہینے پورے ہو جائیں گے ۔

مجھے خوشی ہے ۔ کہ اس سال تحریک جدید میں چندہ لکھوانے والوں میں سے ایک معتدبہ حصہ نے یہ کوشش کی ہے ۔ کہ ان کا وعدہ مئی میں پورا ہو جائے ۔ چنانچہ اس سال گزشتہ سال کی نسبت مئی کے مہینہ تک پندرہ ہزار روپیہ کی آمد زیادہ ہوئی ہے ۔ مگر سال کو مدنظر رکھتے ہوئے درحقیقت ابھی وعدوں کا نصف حصہ وصول ہوا ہے ۔ حالانکہ سات مہینے گزر چکے ہیں ۔ اور پانچ مہینے باقی ہیں ۔

پھر اس وصول میں بیرونی جماعتوں کا بھی ایک حد تک چندہ شامل ہے ۔ جن کی مہلت نومبر کے بعد بھی جاری رہتی ہے ۔ ان کو اگر نکال دیا جائے ۔ تو ہندوستان کے چندہ میں سے ابھی نصف بھی وصول نہیں ہوا ۔ مگر بہرحال بعض گزشتہ سالوں سے اس سال اچھی وصولی ہوئی ہے ۔ اور وقت پر ہوئی ہے لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے ابھی کثیر حصہ چندہ دینے والوں کا ایسا ہے ۔ جن کی رقوم وصول نہیں ہوئیں اور دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں ۔ اس لئے میں جماعت کے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں ۔ کہ وہ اس چندہ کو جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کریں ۔

یہ چندہ جیسا کہ میں نے بارہا توجہ دلائی ہے ۔ طوعی ہے ۔ اس میں کسی پر جبر نہیں کیا جاتا ۔ کوئی تعیین نہیں ہوتی ۔ کوئی زور نہیں دیا جاتا ۔ بلکہ ہر شخص اپنی مرضی ۔ اپنی خواہش ۔ اپنے ظرف اور اپنے

ایمان کی وسعت

کے مطابق چندہ لکھواتا ہے ۔

ہزاروں ہزار ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں ۔ جو تحریک جدید میں چندہ نہیں لکھواتے ۔ اور انہوں نے سات سالوں میں سے ایک سال میں بھی حصہ نہیں لیا ۔ مگر ان کو کوئی برا نہیں کہتا ۔ اس لئے کہ یہ فرضی چندہ نہیں ۔ کہ اگر کوئی شخص اس میں اپنا وعدہ نہ لکھواسکے ۔ تو اسے کہا جائے کہ اس نے جماعت کے فرائض کو ادا نہیں کیا ۔ بلکہ جو شخص بھی چندہ دیتا ۔ یا چندہ ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہے ۔ وہ اپنی خوشی سے یہ ذمہ واری اپنے اوپر عائد کرتا ہے اور اس میں شریک ہوتا ہے ۔ تا نوافل کے ثواب میں وہ شریک ہو جائے ۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان نوافل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے ۔ یہاں تک کہ ہر حرکت جو وہ خدا تعالیٰ کی طرف کرتا ہے اسکے جواب میں خدا اس سے زیادہ حرکت کرتا ہے اگر وہ ایک قدم چلتا ہے ۔ تو خدا دو قدم چل کر آتا ہے اور اگر وہ تیز چلتا ہے ۔ تو خدا دوڑ کر اس کی طرف آتا ہے ۔ پھر آپ نے فرمایا ۔ اسی طرح بندہ خدا کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا اس کے ہاتھ بن جاتا ہے جن سے وہ پکڑتا ہے اور خدا اس کی آنکھیں بن جاتا ہے جن سے وہ دیکھتا ہے ۔ اور خدا اس کے پاؤں بن جاتا ہے ۔ جن سے وہ چلتا ہے ۔ گویا ایسے بندے اور خدا کے درمیان ایسا اتصال اور اتحاد پیدا ہو جاتا ہے ۔ کہ اس کی خواہشات خدا تعالیٰ کی خواہشات ہو جاتی ہیں ۔

کوئی بندہ خدا نہیں بن سکتا ۔ بندہ بندہ ہی ہے ۔ اور خدا خدا ہی ۔ مگر الوہیت کی چادر اوڑھنے کا ذریعہ یہی ہے ۔ کہ انسان خدا کے ساتھ متصل ہو جائے ۔ اور اس کی روح خدا کی صفات میں منضم ہو جائے ۔ حتیٰ کہ اس کے ارادے وہی ہو جائیں جو خدا کے ارادے ہیں ۔ اس کی خواہشات وہی ہو جائیں جو خدا کی خواہشات ہیں ۔ اور اس کے مقاصد وہی ہو جائیں ۔ جو خدا کے مقاصد ہیں ۔ تب بندہ ایک رنگ میں خدا ہی بن جاتا ہے ۔ اور جو کچھ وہ چاہتا ہے ۔ وہی کچھ ہو جاتا ہے نادان لوگ اسے دیکھ کر بعض دفعہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں ۔ کہ وہ بندہ اپنے اندر خدائی صفات رکھتا ہے ۔ حالانکہ بات یہ نہیں ہوتی ۔ کہ اس کے اندر خدائی صفات آجاتی ہیں ۔ بلکہ بات یہ ہوتی ہے ۔ کہ اس نے اپنی مرضی کو قربان کر کے خدا کی مرضی کو اختیار کیا ہوا ہوتا ہے ۔ اور گو بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ وہ جو چاہتا ہے ۔ وہی ہو جاتا ہے ۔ مگر درحقیقت وہ اپنی ذات میں کچھ چاہتا ہی نہیں وہ وہی کچھ چاہتا ہے ۔ جو خدا چاہتا ہے اور چونکہ جو کچھ وہ چاہتا ہے وہ درحقیقت خدا کا ارادہ اور اسی کا منشا ہوتا ہے اس لئے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کی بات پوری ہوئی ۔ حالانکہ اس کی بات نہیں بلکہ

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۵ احسان ۱۳۲۰ ہش ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے متعلق ۱۰½ بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو آج پاؤں میں نقرس کی تکلیف ہوگئی۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا کریں :

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو ضعف اور زکام کی تکلیف ہے۔ حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طبیعت بھی علیل ہے دعائے صحت کی جائے۔

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خیر و عافیت ہے۔ الحمد للہ

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی جیوگرافیکل سوسائٹی کے زیر اہتمام کچھ اساتذہ اور طلباء آج کھیوڑہ اور ڈنڈوت میں نمک اور کوئلہ کی کانیں وغیرہ دیکھنے کے لئے گئے۔

خدا کی بات پوری ہوتی ہے

لوگ تو صرف اتنا دیکھتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کی زبان سے بات نکلی۔ اور وہ پوری ہوگئی اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس کی زبان میں بڑی تاثیر ہے۔ حالانکہ اس کی زبان میں کوئی تاثیر نہیں ہوتی۔ بلکہ تاثیر اس لئے ہوتی ہے۔ کہ وہ اس نے اپنی زبان کاٹ دی ہوتی ہے۔ اس نے اپنے وجود کو مٹا دیا ہوتا ہے۔ اور اس کی اپنی کوئی خواہش رہتی ہی نہیں۔ اس لئے جب وہ بولتا ہے تو اس کی زبان نہیں بولتی بلکہ خدا کی زبان بولتی ہے۔ اور جب اس کی بات پوری ہوتی ہے تو اس کی بات پوری نہیں ہوتی بلکہ خدا کی بات پوری ہوتی ہے یہی مطلب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا ہے۔ کہ اس کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہو جاتے ہیں۔ یعنی وہ اپنے ہاتھوں کو معطل کر دیتا۔ اور انہیں ایک آلہ کی طرح خدا کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ جس طرح قلم نہیں لکھتی بلکہ ہاتھ لکھتا ہے اسی طرح جو کچھ اس کے ہاتھ کرتے ہیں وہ اس کے ہاتھ نہیں کرتے بلکہ خدا کے ہاتھ کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کے پاؤں خدا کے پاؤں ہو جاتے ہیں۔ اس کی آنکھیں خدا کی آنکھیں ہو جاتی ہیں۔ اور اس کی زبان خدا کی زبان ہو جاتی ہے۔ ایسا انسان جب کسی ملک میں جاتا ہے۔ تو وہاں خدا تعالیٰ کی برکتیں نازل ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ اور جب بات کرتا ہے تو زمین و آسمان میں تغیر پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اور جب ہاتھ اٹھاتا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی آفاق میں تغیر رونما ہونے لگ جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس نے اپنے ہاتھ معطل کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس نے اپنے پاؤں معطل کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اس نے اپنی زبان معطل کی ہوئی ہوتی ہے اور جو کچھ اس سے صادر ہوتا ہے۔ وہی خدا تعالیٰ کا منشاء اور اس کا ارادہ ہوتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس پر پہونچکر انسان دنیا کے مصائب اور ابتلاء سے اس رنگ میں محفوظ ہو جاتا ہے۔ کہ وہ اسے کچل نہیں سکتے۔ یہ نہیں کہ ایسے انسان پر مصیبتیں نہیں آتیں یا بیماریاں نہیں آتیں۔ یا دشمن اسے تکلیفیں نہیں پہونچاتے یا حکومتیں اسے گرفتار یا قید نہیں کر سکتیں یہ سب کچھ ہوتا ہے بیماریاں بھی آتی ہیں۔ مصیبتیں بھی آتی ہیں۔ دشمن بھی ستاتے ہیں۔ اور حکومتیں بھی گرفتار کرتی۔ اور قید کرتی ہیں۔

چنانچہ دیکھ لو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔ مگر گورنمنٹ نے ان کو گرفتار کیا قید میں رکھا۔ اور پھر پھانسی پر لٹکا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول تھے۔ مگر فرعون کے مقابلہ میں انہیں اپنا ملک چھوڑنا پڑا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ مقرب اور رسول اور

تمام نبیوں کے سردار

تھے۔ مگر آپ کو اپنا وطن چھوڑنا پڑا۔ اسی طرح آپ کو مارا گیا۔ آپ کو پیٹا گیا۔ آپ کو زخم بھی لگے۔ آپ کے دانت بھی شہید ہوئے۔ اور آپ پر ایسا وقت بھی آیا۔ کہ آپ ایک گڑھے میں گر گئے۔ اور کئی صحابہ کی لاشیں آپ پر آ پڑیں۔ اور کفار نے یہ خیال کر کے خوشیاں منائیں۔ کہ آپ فوت ہو گئے ہیں۔ پھر آپ بیمار بھی ہوئے۔ اور بعض دفعہ لمبے عرصہ تک بیمار رہے۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح وفات کے وقت آپ کو اتنی شدید تکلیف ہوئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

جان کنی کی تکلیف

کو میں نے نہیں دیکھا۔ میں یہی سمجھتی تھی۔ کہ جسے جان کنی کے وقت شدید تکلیف ہو اس کا ایمان کمزور ہوتا ہے۔ مگر جب میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کنی کی تکلیف دیکھی تو میں نے اپنے اس خیال سے توبہ کی۔ اور میں نے سمجھا کہ جان کنی کی تکلیف کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

ہمارے ملک میں بھی عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ جسے جان کنی کے وقت زیادہ تکلیف ہو وہ برا آدمی ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ تکلیف جسمانی طاقت کے لحاظ سے ہوتی ہے کوئی شخص بہت مضبوط اور قوی ہوتا ہے۔ اور کوئی کمزور اور نحیف ہوتا ہے۔ اب یہ بات ظاہر ہے۔ کہ قوی چیز میں کوئی چیز گڑی ہوئی ہو تو اس کا نکالنا مشکل ہوتا ہے۔ اور کمزور میں سے اسکا نکالنا آسان ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کے مسوڑھے کمزور اور گلے سڑے ہوں۔ اور ان میں پیپ پڑی ہوئی ہو۔ تو ایسے مسوڑھوں میں سے دانت آسانی سے نکل آئیں گے لیکن جس شخص کے مسوڑھے مضبوط اور قوی ہوں۔ اور اس کے دانتوں کی جڑیں مسوڑھوں کی عمدگی کی وجہ سے مضبوط ہوں۔ تو ڈاکٹر بعض دفعہ کئی کئی منٹ زور لگا کر اس کے دانت نکالتے ہیں۔ اب اگر جس شخص کا آسانی سے دانت نکل آئے اس کے متعلق کوئی کہنا شروع کرے کہ اس کا دانت اس لئے آسانی سے نکلا تھا کہ وہ نیک تھا۔ اور جس کا تکلیف سے دانت نکلے اس کے متعلق کہنا شروع کر دے۔ کہ اس کا دانت اس لئے تکلیف سے نکلا تھا کہ وہ برا تھا۔ تو یہ اس کی غلطی ہوگی۔ کیونکہ اس کا تعلق کسی کی نیکی یا بدی کے ساتھ نہیں۔ بلکہ مسوڑھوں کی مضبوطی یا کمزوری کے ساتھ ہے۔ وہ شخص جس کا دانت آسانی سے نکل آیا تھا۔ اس کے مسوڑھے گلے سڑے تھے اور وہ جس کا دانت تکلیف سے نکلا۔ اس کا جسم تندرست اور مسوڑھے مضبوط تھے جب مضبوط مسوڑھوں میں سے دانت نکالا جائیگا تو لازماً زیادہ زور لگیگا۔ اور جب کمزور مسوڑھوں میں سے دانت نکالا جائیگا۔ تو زور کم لگے گا۔ جیسے کیچڑ میں اگر کیلا گڑا ہوا ہو۔ تو ایک بچہ بھی آسانی سے اسے نکال سکتا ہے۔ لیکن اگر پتھر میں گڑا ہوا ہو تو ایک مضبوط جوان بھی اسے نہیں نکال سکتا۔ اسی طرح مضبوط جسم میں سے جب جان نکلتی ہے تو بڑی مشکل سے نکلتی ہے۔ جیسے پتھر میں سے کیلا نکالنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن کمزور جسم میں سے آسانی کے ساتھ نکل جاتی ہے۔ اسی حقیقت کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ وہ انسان جس کے دل میں دنیا کی محبت ہو۔ اس کی جان سخت تکلیف سے نکلتی ہے۔ لیکن دوسری طرف وہ لوگ جو دنیا کی خیر خواہی میں گھل رہے ہوتے ہیں۔ ان کی جان بھی مشکل سے نکلتی ہے۔ جو لوگ دنیا کی محبت میں گھل رہے ہوتے ہیں۔ انکی جان تو اس لئے مشکل سے نکلتی ہے کہ وہ سمجھتے ہیں ہمیں جو چیز سب سے زیادہ پیاری تھی۔ اب وہ ہمارے ہاتھ سے چھوٹ رہی ہے۔ اور انبیاء کی جان اس لئے تکلیف سے نکلتی ہے کہ انکے دل و دماغ پر اسوقت یہ خیال غالب ہوتا ہے۔ کہ لوگ بغیر نگرانی کے رہ جائیں گے معلوم نہیں بعد میں ان کا کیا حال ہو۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ بنی نوع انسان میں کچھ اور مدت رہیں۔ اس لئے نہیں۔ کہ وہ مزے اڑائیں بلکہ اس لئے کہ لوگ نیک بن جائیں۔ پس دنیا کو چھوڑنا دونوں کے لئے ہی تکلیف دہ ہوتا ہے مگر ایک کی روح تو اس لئے تکلیف محسوس کرتی ہے۔ کہ وہ دنیا کے عیش اور آرام سے حظ اٹھانا چاہتی ہے۔ اور دوسرے کی روح اس لئے تکلیف محسوس کرتی ہے۔ کہ لوگ بغیر نگرانی کے رہ جائیں گے پس بظاہر دونوں کو ہی تکلیف ہوتی ہے۔ اور ایک نادان اور احمق انسان جو نہیں جانتا۔ کہ یہ تکلیف کیوں ہوتی ہے۔ یا وہ جسے حقائق کا تجربہ نہیں ہوتا خیال کرتا ہے کہ شائد ایمان کی کمی کی وجہ سے یہ تکلیف ہو رہی ہے۔ مگر جب اس کی عقل تجربہ سے راہنمائی حاصل کر لیتی ہے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ جان کنی کی تکلیف کی کئی وجوہ ہوتی ہیں۔ کبھی ایک نیک شخص جان کنی کی تکلیف اٹھاتا ہے۔ اور بد جان کنی کی تکلیف نہیں اٹھاتا۔ اور کبھی بد جان کنی کی تکلیف اٹھاتا ہے اور نیک جان کنی کی تکلیف نہیں اٹھاتا اور اسکی وجہ وہی ہوتی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں کہ ایک کا جسم مضبوط ہوتا ہے۔ اور دوسرے کا کمزور اور کمزور جسم میں سے آسانی کے ساتھ جان نکل جاتی ہے۔ لیکن مضبوط جسم میں سے آسانی کے ساتھ جان نہیں نکلتی۔ مثلاً ایک بوڑھا شخص جس کا جسم گھل چکا ہو بعض دفعہ باتیں کرتے کرتے اس کی جان نکل جاتی ہے۔ اور لوگ کہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص کتنا نیک تھا۔ کہ باتیں کرتے کرتے اس کی جان نکل گئی۔ حالانکہ باتیں کرتے کرتے اس کی جان اس لئے نہیں نکلی۔ کہ وہ نیک تھا بلکہ اس لئے نکلی۔ کہ اس کی جان پہلے ہی مری ہوئی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک اندھے سے کسی نے کہا۔ کہ سو جاؤ۔ تو وہ کہنے لگا۔ ہمارا سونا کیا ہے۔ چپ ہو جانا یعنی سونا کس کو کہتے ہیں۔ اسی کو کہ انسان آنکھیں بند کر لے۔ اور خاموش ہو جائے۔ اب آنکھیں تو اس کی پہلے ہی بند تھیں۔ اس نے کہا۔ کہ آپ جو کہتے ہیں۔ کہ سو جاؤ تو میں نے اور کیا کرنا ہے۔ خاموش ہو جاتا ہوں۔ تو کسی بوڑھے کی جان اگر آرام سے نکلتی ہے۔ تو اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ وہ بڑا نیک ہوتا ہے۔ بلکہ یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ اسکا جسم گھل چکا ہوتا ہے۔ اور جان آسانی سے نکل جاتی ہے۔ جیسے بوسیدہ دانت گلے سڑے مسوڑھوں سے آسانی کے ساتھ الگ ہو جاتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ روٹی کھاتے ہوئے لقمہ میں آجاتا ہے۔ اسی طرح وہ انسان جسکا جسم گھل چکا ہوتا ہے۔ جب عزرائیل اسکی جان نکالنے آتا ہے۔ تو بوسیدہ اور ہلے ہوئے دانت کی طرح آسانی کیساتھ اسے الگ کر لیتا ہے۔ لیکن جس کا جسم مضبوط ہوتا ہے۔ اسے جان کنی کی سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اور دوسری وجہ تکلیف کی یہ ہے۔ کہ دنیا سے شدید محبت ہو۔ یا دنیا میں اس کے سپرد کوئی ایسا اصلاح کا کام ہو جس کا چھوڑنا اس پر اپنی ذات کیلئے نہیں۔ بلکہ دوسروں کی اصلاح کے خیال سے شاق گذرتا ہو۔

غرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں پہلے یہی سمجھتی تھی۔ جیسے آجکل عوام میں خیال پایا جاتا ہے۔ کہ جسکی جان تکلیف سے نکلتی ہے۔ وہ بُرا ہوتا ہے۔ اور جس کی جان آرام سے نکلتی ہے۔ وہ نیک ہوتا ہے۔ مگر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کنی کی تکلیف کو میں نے دیکھا۔ تو اس خیال سے توبہ کی۔ اور میں نے سمجھا۔ کہ اس کا تعلق ایمان کے ساتھ نہیں ہے۔ تو اللہ تعالےٰ کے تمام انبیاء کو دنیا میں تکالیف پہنچی ہیں۔ اور کوئی نبی اور ولی ایسا نہیں گذرا جن پر مصیبتیں نہ آئی ہوں۔ مگر جو چیز ان پر نہیں آتی۔ اور جس میں انبیاء دوسروں سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ ان پر کوئی ایسی تکلیف نہیں آتی۔ جو انہیں مایوس کر دے۔ یا خدا تعالیٰ کی رحمت سے انہیں محروم کر دے۔ ورنہ تکالیف ان پر بھی آتی ہیں۔ اور بعض دفعہ تو بڑی بڑی تکلیفیں آتی ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو۔ ابوجہل بیشک مر گیا۔ اور خدا نے اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کر دیا۔ لیکن جسمانی زندگی اور دنیا کے آرام کو اگر دیکھا جائے۔ تو ابوجہل کی زندگی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے زیادہ آرام میں گزری ہے۔ بے شک اسکی

زندگی کے آخری لمحات

میں خدا تعالےٰ نے یہ فیصلہ کر دیا۔ کہ اس کی آرام کی زندگی خدا تعالےٰ کے کسی فضل کا نتیجہ نہیں تھی۔ بلکہ وہ ایسی ہی تھی۔ جیسے شیطان کو ڈھیل دی گئی ہے۔ لیکن اس سے پہلے لوگ یہی سمجھتے تھے۔ کہ ابوجہل آرام میں ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تکلیف میں ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے انسان کے ہاتھ بن جانا۔ یا پاؤں بن جانا۔ یا زبان بن جانا یہ معنے نہیں رکھتا۔ کہ ایسا انسان مصیبتوں سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے۔ کہ ایسا انسان ان مصائب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ جو تباہ کرنے والی ہوتی ہیں۔ ورنہ ظاہری تکالیف انبیاء کو بھی پہنچتی ہیں۔ صدیقوں کو بھی پہنچتی ہیں شہیدوں کو بھی پہنچتی ہیں۔ اور صالحین کو بھی پہنچتی ہیں بلکہ شہید تو کہتے ہی اُسے ہیں جو خدا تعالےٰ کی راہ میں مارا جائے۔ پھر

ہم شہید کو شہید کیوں کہتے ہیں

اور ان دشمنوں کے متعلق جو لڑائی میں مارے جاتے ہیں۔ یہ کیوں کہتے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کے عذاب سے مارے گئے ہیں۔ اسی لئے کہ شہید کی شہادت خدا تعالےٰ کے فضلوں کے نیچے ہوتی ہے۔ اور اس کے دشمنوں کی موت خدا تعالےٰ کی لعنت کے نیچے ہوتی ہے۔ پس دشمن کی موت کو تو ہم عذاب قرار دیتے ہیں۔ مگر شہید کی موت کو انعام سمجھتے ہیں۔ چنانچہ بدر میں مارے جانے والے صحابہؓ کی ہم کتنی عزت کرتے ہیں۔ لیکن بدر میں مارے جانے والے کفار کے متعلق کہتے ہیں کہ خدا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی وجہ سے ان پر عذاب نازل کیا۔ حالانکہ ایک ہی جگہ اور ایک ہی لڑائی میں دونوں مارے گئے تھے۔ کفار بھی اسی لڑائی میں ہلاک ہوئے۔ اور صحابہؓ بھی اسی لڑائی میں شہید ہوئے۔ مگر ایک کے متعلق تو ہم کہتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے ان پر بڑا فضل کیا۔ اور انہیں اپنے انعامات سے نوازا۔ اور دوسروں کے متعلق کہتے ہیں۔ کہ ان پر غضب نازل ہوا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ایک گروہ تو خدا تعالےٰ کے فضلوں کے نیچے مرا۔ اور دوسرا گروہ اس کی لعنتوں کے نیچے مرا۔ تو اللہ تعالےٰ کا انسان کے ہاتھ ہو جانا یا پاؤں بن جانا۔ یہ معنے نہیں رکھتا۔ کہ ایسے انسان تکلیفوں سے بچ جاتے ہیں۔ بلکہ یہ معنے ہوتے ہیں۔ کہ ایسے انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے نیچے آجاتے ہیں۔ اور ان کا اللہ تعالیٰ کیساتھ ایسا اتصال ہو جاتا ہے۔ کہ انکی خواہشات خدا کی خواہشات بن جاتی ہیں اور انکی آرزوئیں خدا کی آرزوئیں بن جاتی ہیں۔ اسلئے وہ کبھی کوئی ایسی خواہش نہیں کر سکتے جس نے رد ہو جانا ہو۔ مگر اس کے یہ معنے بھی نہیں۔ کہ

گھروں میں روزمرہ پیش آنے والے امور

کے متعلق بھی ان کی ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس سے مراد صرف وہ خواہشات ہیں جو انسانی زندگی کے مقاصد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے ایک مقرب انسان کو پیچش کی شکایت ہو۔ اور اس کی طبیعت حلوے کو چاہیے تو وہ گھر میں تیار نہ ہو۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ اس کی وہ خواہشات پوری نہ ہوں۔ جو اس کی زندگی کے مقاصد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ ورنہ بشریت کے ماتحت تو ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ کہ ایک انسان بعض دفعہ ایک چیز کی خواہش کرتا ہے۔ اور وہ گھر میں موجود نہیں ہوتی۔ یا چاہتا ہے۔ کہ فلاں کام ہو جائے۔ مگر وہ حسب منشا نہیں ہوتا۔ لیکن ایسی خواہشات اپنے اندر کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتیں۔ اور بعض دفعہ تو ایک گھنٹہ گذرنے کے بعد انسان کو یاد بھی نہیں رہتا۔ کہ اسکے دل میں کیا خواہش پیدا ہوئی تھی۔ پس جو خواہشات ایسے انسان کی لازماً پوری ہوتی ہیں۔ وہ وہی ہوتی ہیں۔ جو اسکی زندگی کے مقاصد کیساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ اور جن کے پورا نہ ہونے سے اس کا آرام دکھ سے بدل جاتا ہے۔

عام خواہشات

اس میں شامل نہیں۔ اور نہ ہی وہ اتنی اہم ہوتی ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ تو انسان ایسی خواہش کے پورا ہونے پر اسی وقت ہنس پڑتا اور ملال جاتا رہتا ہے۔ پس اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ ایسے انسان کی ہر خواہش پوری ہو جاتی ہے۔ بلکہ صرف وہ خواہشیں پوری ہوتی ہیں۔ جو اس کی زندگی کے مقاصد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں ؛

تحریک جدید کی غرض

بھی یہی ہے۔ کہ وہ لوگ جو اس کے چندہ میں حصہ لیں۔ خدا ان کے ہاتھ بن جائے۔ خدا ان کے پاؤں بن جائے۔ خدا ان کی آنکھیں بن جائے۔ اور خدا ان کی زبان بن جائے۔ اور وہ ان نوافل کے ذریعہ خدا تعالےٰ سے ایسا اتصال پیدا کریں۔ کہ ان کی مرضی خدا کی مرضی اور ان کی خواہشات خدا کی خواہشات ہو جائیں۔ اس عظیم الشان مقصد کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے تم غور کرو۔ کہ جب تمہارا اس تحریک میں حصہ لینے سے مقصد یہ ہے کہ خدا تمہارے ہاتھ بن جائے۔ خدا تمہارے پاؤں بن جائے۔ خدا تمہاری آنکھیں بن جائے۔ اور خدا تمہاری زبان بن جائے۔ تو کیا خدا بھی سست ہوتا ہے؟ اگر نہیں تو تمہیں سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ اگر تمہارے اندر سستی پیدا ہوگی ہے۔ تو تمہارا نفل کوئی اچھا نفل نہیں۔ اور اس میں ضرور کوئی نہ کوئی نقص رہ گیا ہے۔ ورنہ یہ کس طرح ممکن تھا۔ کہ نوافل کے ذریعہ خدا تمہارے ہاتھ بن جاتا۔ اور پھر بھی تمہارے ہاتھوں میں کوئی تیزی پیدا نہ ہوتی۔ خدا کا طریق تو یہی ہے۔ کہ وہ اپنے کاموں میں جلدی کرتا ہے۔ اور جس کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ فوراً ہو جاتا ہے۔ پس جو شخص تحریک جدید کے چندہ میں حصہ تو لیتا ہے مگر اس چندہ کی جلد ادائیگی کا فکر نہیں کرتا اسے سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس کا فعل ناقص ہے۔ ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا تھا۔ کہ خدا اس کے ہاتھ اور پاؤں بن جاتا اور پھر بھی وہ نیکی میں پیچھے رہ جاتا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ خدا کسی کے ہاتھ بن جائے۔ اور وہ نیکی میں پیچھے رہ جائے۔ یا خدا کسی کے پاؤں بن جائے اور پھر بھی وہ ثواب کے کاموں کے لئے حرکت نہ کرے اور خدا اس کی زبان بن جائے۔ اور پھر بھی وہ جھوٹا وعدہ کرے۔ جس شخص کے ہاتھ اور پاؤں خدا بن جاتا ہے وہ کبھی نیکی میں پیچھے نہیں رہ سکتا۔ اور جس شخص کی زبان خدا بن جاتا ہے۔ وہ کبھی جھوٹا وعدہ نہیں کر سکتا۔ پھر یہ کس طرح تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ ایک شخص کی زبان تو خدا کی زبان ہو گئی۔ مگر وہ سارا سال اپنی زبان سے جھوٹا وعدہ کرتا رہا۔ یا اس کے ہاتھ تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ بن گئے۔ مگر وہ ہمیشہ شل اور مفلوج رہے اور

کبھی انہیں توفیق نہ ملی کہ وہ اپنے وعدہ کو پورا کرنے کے لئے آگے بڑھتے۔ یہ ناممکن اور قطعی طور پر ناممکن ہے۔ اور اگر کسی شخص کے اندر یہ بات پائی جاتی ہے۔ تو اس کے متعلق سوائے اس کے اور کیا سمجھا جاسکتا ہے۔ کہ اس کا یہ دعوےٰ کہ اسکی زبان خدا کی زبان ہے۔ اس کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہیں اور اس کے پاؤں خدا کے پاؤں ہیں محض جھوٹ ہے۔ اگر اس کی زبان خدا کی زبان ہوتی تو وہ کوشش کرتا۔ کہ اپنے وعدہ کو وقت پر پورا کرے۔ کیونکہ

خدا کی زبان جھوٹی نہیں ہوسکتی

اور اگر اس کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ہوتے۔ تو وہ کبھی دین کے کاموں میں حصہ لینے کے موقعہ پر شل نہ ہوجاتے۔ کیونکہ خدا کے ہاتھ مغلول نہیں ہوتے۔ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ یہود ہنسی کے طور پر کہا کرتے تھے۔ کہ کیا خدا کے ہاتھ شل ہیں۔ اور وہ مغلول ہے۔ کہ ہم سے چندہ طلب کرتا ہے۔ قرآن کریم اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ خدا کے ہاتھ شل نہیں بلکہ تمہارے اپنے ہاتھ شل ہیں کیونکہ اگر تم سمجھتے کہ ہمارا دینا خدا کا دینا ہے تو تم خوشی سے چندے دیتے۔ لیکن جب تم اپنے دل میں انقباض محسوس کرتے ہو تو معلوم ہوا کہ تمہارا ہاتھ خدا کا ہاتھ نہیں۔ اور جب تمہارا ہاتھ خدا کا ہاتھ نہیں۔ تو تمہارے اپنے ہاتھ مفلوج ہوئے نہ کہ خدا کے ہاتھ

پس میں ان تمام دوستوں کو جنہوں نے تحریک جدید کا چندہ ادا کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اگر وہ اپنے چندہ کو مئی میں ادا نہیں کرسکے۔ تو اب اس کی ادائیگی کا فکر کریں۔ کیونکہ انسان کی نیکی اور تقوےٰ کا معیار یہ ہوتا ہے۔ کہ جب اس سے کوئی غفلت یا سستی ہوجائے۔ یا بعض مجبوریوں کی وجہ سے کسی نیک تحریک میں جلد حصہ نہ لے سکے تو وہ نیکی کو اور بڑھا کر کرتا ہے۔ تاکہ اس کی غلطی اور سستی کا کفارہ ہوجائے۔ دنیا میں کئی مجبوریاں بھی گناہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور بسا اوقات۔ دل پر گناہوں کا زنگ لگ جانے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ ظاہری مجبوریاں پیدا کردیتا ہے۔ تا وہ ثواب کے اعلےٰ مقام کو حاصل نہ کرسکے۔ پس وہ دوست جو مئی تک اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرسکے انہیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے

وعدوں کو جون یا جولائی میں پورا

کردیں۔ تاکہ ان کی پچھلی غفلت کا کفارہ ہوسکے اگر کوئی سمجھتا ہے۔ کہ وہ اکتوبر میں اپنا چندہ ادا کرسکتا ہے۔ لیکن اس وجہ سے کہ وہ مئی میں ادا کرکے سابقون میں شامل نہ ہوسکا۔ اب کفارہ کے طور پر اگست میں ادا کردیتا ہے۔ تو وہ بھی اللہ تعالےٰ کے حضور ویسا ہی ثواب کا مستحق ہے۔ جیسے مئی میں ادا کرنے والے۔ اور اگر کوئی شخص جولائی میں چندہ ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ لیکن وہ اپنی غفلت کے کفارہ کے طور پر اور اپنے نفس پر تکلیف برداشت کرکے جون میں چندہ ادا کردیتا ہے۔ تو وہ بھی اللہ تعالےٰ کے حضور ویسا ہی سمجھا جائیگا۔ جیسے مئی میں ادا کرنے والے۔ کیونکہ جب کسی سے غفلت ہوجائے۔ تو بعد میں خواہ مقدار کے لحاظ سے زیادہ قربانی کرے۔ اور خواہ تکلیف اٹھا کر میعاد سے قبل اپنے وعدے کو پورا کردے۔ دونوں صورتوں میں اس کی کوتاہی کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ کے فضلوں کا مستحق بن جاتا ہے۔

مجھے افسوس ہے کہ بعض لوگ یہ خیال کرلیتے ہیں۔ کہ چونکہ اب مقررہ وقت گزر گیا ہے۔ اس لئے جلدی کی کیا ضرورت ہے ایسے لوگ وقت کے گزر جانے کی وجہ سے اور بھی سست ہوجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اب انہیں جلدی کی کوئی ضرورت نہیں۔ مگر میرے نزدیک اس سے زیادہ بدقسمتی کی اور کوئی بات نہیں ہوسکتی۔ کہ انسان پہلے تو کسی مجبوری کی وجہ سے نیکی سے محروم رہے۔ اور بعد میں بے ایمانی کی وجہ سے نیک کام میں حصہ نہ لے سکے۔ حالانکہ جو لوگ مجبوری کی وجہ سے کسی نیک کام میں شریک ہونے سے ایک وقت محروم رہتے ہیں۔ وہ بعد میں اگر اپنی کوتاہی کا ازالہ کردیں۔ تو بہت کچھ ثواب حاصل کرلیتے ہیں۔ لیکن اپنی کوتاہی کا ازالہ نہ کرنے والے اللہ تعالےٰ کی رحمت سے حصہ نہیں لے سکتے۔ مثلاً وہ لوگ جنہوں نے مئی میں چندہ ادا کیا ہے بالکل ممکن ہے کہ ان میں کوئی شخص ایسا ہو۔ جو دس ہزار روپیہ دینے کی توفیق رکھتا ہو۔ مگر اس نے دیئے صرف دس روپے ہوں۔ اب ہمارے نزدیک تو وہ مئی میں چندہ ادا کرنے کی وجہ سے سابقون میں سمجھا جائیگا

مگر خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ کیونکہ وہ دس ہزار روپیہ دینے کی طاقت رکھتا تھا۔ مگر اس نے صرف دس روپے دیئے دوسری طرف ممکن ہے۔ کہ ایک شخص اکتوبر میں چندہ دے سکتا ہے۔ مگر وہ اپنے نفس پر تکلیف برداشت کرکے جون یا جولائی میں چندہ ادا کردیتا ہے۔ اب ہمارے نزدیک تو وہ مئی میں چندہ ادا کرنے والوں سے باہر سمجھا جائیگا لیکن خدا تعالےٰ کے نزدیک ممکن ہے وہ مئی کے مہینہ میں چندہ ادا کرنے والے کئی لوگوں سے بہتر ہو۔ کیونکہ اس نے اپنی طاقت سے زیادہ قربانی کی۔ پس کسی کا اس ابتلاء میں مبتلا ہونا۔ کہ جب مئی میں میں وعدہ پورا نہیں کرسکا۔ تو اب جلدی کی کیا ضرورت ہے اس کی

بہت بڑی بدقسمتی کی علامت

ہے۔ اور اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ اس کا پہلا کام جو بندوں کی نظر میں بُرا لیکن خدا کی نظر میں اچھا تھا اب وہ خدا کی نگاہ میں بھی بُرا بن گیا ہے۔ پس اس قسم کا خیال اگر کسی کے دل میں پیدا ہو۔ تو اسے جلد سے جلد دُور کردینا چاہیئے۔ اور جہاں تک ہوسکے تکلیف اٹھا کر وقت سے پہلے اپنا چندہ ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ میں نے بار بار بتایا ہے کہ یہ روپیہ

سلسلہ کے لئے جائداد

پیدا کرنے پر لگایا جاتا ہے۔ اور اس روپیہ سے جو زمینیں خریدی گئی ہیں۔ اگر وقت پر ہم اس کی قسط ادا نہ کریں۔ تو دس فی صدی ہرجانہ پڑ جاتا ہے۔ پس جتنی جتنی کوئی شخص چندہ ادا کرنے میں دیر لگاتا ہے۔ اتنی ہی وہ اپنے ثواب میں کمی کرتا۔ اور سلسلہ پر دس فی صدی ہرجانہ ڈالنے کا باعث بنتا ہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ جو دوست اب تک تحریک جدید کا چندہ ادا نہیں کرسکے۔ وہ اب جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کریں گے اول تو وہ کوشش کریں۔ کہ جون میں ہی ان کا چندہ ادا ہوجائے۔ اور اگر جون میں ادا نہ کرسکیں تو جولائی میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اگر جولائی میں ادا نہ کرسکیں تو اگست میں ادا کرنے کی کوشش کریں۔ تا خدا تعالےٰ کے حضور وہ ان لوگوں میں شامل ہوجائیں۔ جو سابق کی روح اپنے اندر رکھتے اور نیکیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے

ہیں۔ ہمارے نزدیک تو وہ اب مئی میں ادا کرنے والوں کی لسٹ میں نہیں آسکتے۔ مگر خدا کے نزدیک ممکن ہے کہ وہ اپنے اخلاص کی وجہ سے مئی میں ادا کرنے والوں کی فہرست میں آجائیں۔ بلکہ ممکن ہے ایک شخص جون یا جولائی یا اگست میں چندہ ادا کرکے خدا کے حضور اپریل بلکہ مارچ میں ادا کرنے والوں کی لسٹ میں آجائے۔

اس کے بعد میں زمینداروں کو بھی اس تحریک کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ دفتر کی غلطی کی وجہ سے اس دفعہ زمیندار دوستوں کے لئے بھی مئی کے آخر تک چندہ ادا کرنے کی تاریخ مقرر کردی گئی تھی۔ حالانکہ زمیندار مئی کے مہینہ میں کوئی چندہ نہیں دے سکتے۔ کیونکہ مئی میں ان کی کوئی فصل نہیں نکلتی۔ وہ خریف کی فصل کی وجہ سے یا تو جنوری اور فروری میں ادا کرسکتے ہیں۔ اور یا پھر ربیع کی فصل کی وجہ سے جون اور جولائی میں چندہ ادا کرسکتے ہیں۔ پس دفتر کو چاہیئے تھا۔ کہ زمینداروں کے لئے تیس جون یا ۱۵ جولائی تک کی تاریخ مقرر کرتا۔ مگر اس نے غلطی سے زمینداروں کے لئے بھی ۳۱ مئی تک کی تاریخ مقرر کردی۔ لیکن پھر بھی بعض مخلص زمینداروں نے اپنا چندہ ادا کردیا ہے۔ خواہ انہیں کہیں سے قرض لے کر ہی ادا کرنا پڑا ہے۔ بہرحال چونکہ زمینداروں کے لئے یہ تاریخ موزوں نہیں تھی۔ جس کی وجہ سے اکثر زمیندار دوست چندہ ادا نہیں کرسکے۔ اس لئے باقی زمیندار دوست کوشش کریں۔ کہ جون کی ۳۰ تاریخ تک یا

جولائی کی ۱۵ تاریخ تک

اپنا چندہ ادا کردیں۔ اس عرصہ میں ان کی فصل فروخت ہوجائے گی۔ اور انہیں اپنی رقم کے ادا کرنے کا موقعہ مل جائے گا۔

اس کے ساتھ ہی جو لوگ تحریک جدید کے بقایا دار ہیں۔ انہیں بھی میں بقایوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اس وقت تک گذشتہ سالوں کا پچیس تیس ہزار کے قریب روپیہ وصول کے قابل رہتا ہے۔ مگر ان بقایا داروں میں سے بعض دوست کچھ ایسے مستقل مزاج واقع ہوئے ہیں۔ کہ باوجود اس کے کہ اب تحریک جدید کا ساتواں سال گزر رہا ہے۔ انہوں نے

وعدہ کے باوجود

کسی ایک سال کا چندہ بھی ادا نہیں کیا یا صرف ایک یا دو سال میں چندہ ادا کیا ہے اور باقی سالوں میں کوئی رقم ادا نہیں کی

الٰہی سلسلوں میں مرتدین کا وجود

(۱)

تمام علوم کا منبع ایک ہی ہے

دنیا میں بے شمار علوم ہیں۔ ہر علم مختلف شاخوں اور اقسام پر مشتمل ہے مہذب اور متمدن ممالک کا تو ذکر ہی کیا غیر متمدن اور تہذیب سے ناآشنا ممالک بھی زیورِ علم سے آراستہ و پیراستہ ہو رہے ہیں۔ جگہ جگہ علم کا چرچا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ ہر علم اپنے دائرے کے لحاظ سے مختلف ہونے کے باوجود۔ تمام علوم آپس میں ایک رابطہ و اتحاد رکھتے ہیں۔ اور ایک علم دوسرے کے لئے وضاحت کا باعث اور دوسرا علم پہلے کے لئے موجبِ تکمیل ہے۔ کوئی شخص علم طبعی و تاریخ میں دسترس حاصل نہیں کرسکتا۔ جب تک علم حساب سے واقف نہ ہو۔ اور کوئی ماہر سیاسیات نہیں کہلا سکتا۔ جب تک علم الاقتصاد نہ جانتا ہو۔ غرض تمام علوم میں ایسا جوڑ اور تعلق نظر آتا ہے کہ گویا یہ آبدار موتی ایک ہی سلک میں پروئے ہوئے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے کیا یہ رابطہ و اتحاد اور ترتیب محکم اس بات کا ثبوت نہیں کہ ان تمام علوم کا منبع اور سرچشمہ ایک ہی ہے۔ اور وہ وہی ازلی نور ہے جس نے علّم آدم الاسماء کلّھا کے ماتحت آدم علیہ السلام کو علوم سکھائے۔ اور ان کی شعاعیں مختلف جہات میں پھیلائیں۔

علم کی دو بڑی شاخیں

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفٰے علیہ التحیۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ العلم علمان۔ علم الادیان و علم الابدان یعنی علم کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ (۱) وہ علم جو مذہب اور روحانیات سے متعلق ہے یعنی علم الٰہیات (۲) وہ علم جو جسمانی امور سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی علم طبعی و طب وغیرہ علم کی یہ دونوں شاخیں لازم و ملزوم ہیں کیونکہ کوئی شخص علمِ دین کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہونچا سکتا۔ جب تک دنیوی علوم سے واقف نہ ہو۔ اور دنیوی علوم میں بھی اسی وقت کمال حاصل ہوسکتا ہے جب ان کو علمِ دین کی روشنی میں حاصل کیا جائے۔ کیونکہ انسانی عقل بغیر نیّرِ الہام کے اندھی ہے۔ اور بسا اوقات راہِ صواب سے بھٹک جاتی ہے۔

انبیاء کی جماعتیں اور مرتدین

آیئے۔ ہم علم الابدان کی روشنی میں علم الادیان کے ایک اہم مسئلہ کو سمجھیں۔ مسئلہ یہ ہے۔ کہ کیا وجہ ہے۔ انبیاء کی جماعتوں میں ابتدائی زمانہ میں ہی جبکہ خدا کے برگزیدہ نبی سماوی تائیدات۔ اور ربانی نشانات کے ساتھ ان میں موجود ہوتے ہیں۔ یا اگر وہ نہیں۔ تو ان کے خلفاء اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والی صحابہ کی جماعت زندہ ہوتی ہے۔ کہ بعض افراد ایک عرصہ تک اس الٰہی سلسلہ میں منسلک رہنے کے باوجود اس سے اظہار بیزاری کرتے ہوئے راہ ارتداد اختیار کرلیتے ہیں ظاہر بین نگاہیں اور حقیقت سے ناآشنا لوگ اس سے ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اگر اس سلسلہ میں کوئی صداقت ہوتی۔ تو فلاں فلاں شخص اتنا لمبا عرصہ اس میں رہنے کے باوجود بیزاری اور علیحدگی کیوں اختیار کرلیتا۔ اگر کوئی نشانِ صداقت ظاہر ہوتا۔ تو وہ ان مرتدین کو کیوں نظر نہ آتا۔

بہرحال مرتدین و مخرجین کا یہ سلسلہ باوجود اس نقصان کے تمام انبیاء کی جماعتوں میں نظر آتا ہے۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں یہودا اسکریوطی اور اسی خماش کے اور لوگ مرتد ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عبداللہ بن ابی سرح کاتب وحی اور ایسے ہی بعض اور لوگوں نے راہ ارتداد اختیار کی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ڈاکٹر عبدالحکیم اور عباس علی لدھیانوی کا وجود نظر آتا ہے۔ اور ارتداد اور اخراج کا یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ آخر الٰہی جماعتوں میں اس سلسلہ کے جاری کرنے کی کونسی ضرورت پیش آتی ہے

جسمِ انسانی کی صحت کے لئے ضروری امور

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مثل المومنین کمثل الجسد ۔ ۔ ۔ ۔ الخ یعنی مومنوں کی مثال اجتماعی لحاظ سے جسم کی مانند ہے۔ کہ اگر اس کے ایک حصہ کو تکلیف پہنچے تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں مومنوں کی جماعت کو جسم کے مشابہ اور مماثل قرار دیا ہے۔ اب اگر جسم کو دیکھا جائے۔ مثلاً جسم انسانی کو ہی لے لو۔ تو اس کی صحت اور بقا علاوہ اور چیزوں کے اصولی لحاظ سے دو چیزوں پر منحصر ہے۔ ایک اس چیز پر جو غذا کی صورت میں جسم کے اندر داخل ہوتی ہے۔ اور دوسرے اس عمل پر جو اس خوراک پر جسمانی اعضاء معدہ۔ جگر اور دل وغیرہ کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں فضلہ اور غذا کا ردّی حصہ پیشاب پاخانہ کی صورت میں خارج ہو جاتا ہے۔ اور خوراک کا اصل جوہر اور مفید حصہ خون بن کر جسم میں شامل ہو جاتا ہے۔ جس سے جسم انسانی تقویت پاتا ہے۔ جسم کی صحت و بقا کے لئے ضروری ہے۔ کہ جسم میں داخل ہونے والی غذا صالح اور مقوی ہو۔ اگر اس میں کسی قسم کا فساد ہے۔ یا وہ جسم کے مناسب نہیں۔ تو اس کا جسم میں داخل کرنا صحتِ جسمانی کے لئے مضرت رساں ہے۔ اسی طرح جسم کی ترقی اور صحت کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ اعضاء جسمانی اس غذا پر صحیح طور پر عمل کرکے اس کے ردّی اجزاء اور فضلہ کو پیشاب پاخانہ کی صورت میں جسم سے خارج کریں۔ اور اصل جوہر کو جسم کا جزو بنا کر اس کو ترقی اور تقویت دیں۔ ردّی اور ناکارہ اجزاء کا جسم سے خارج نہ ہونا بلکہ اندر ہی رہنا جس قدر جسم کے لئے نقصان رساں ہے۔ اس کے بیان کی حاجت نہیں۔ ان مریضوں کو دیکھ کر جن کا پیشاب یا پاخانہ بند ہو جاتا ہے۔ اس تکلیف اور مضرت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔ ہاں چونکہ خوراک میں غذا کا اصل جوہر اور فضلہ یا ردّی اجزا دونوں شامل ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ خوراک کی مقدار جو جسم میں داخل کی جائے اس فضلہ سے زیادہ ہو۔ جو بول و براز کی صورت میں جسم سے باہر نکلتا ہے تاکہ یہ ثابت ہو۔ کہ خوراک کا ایک حصہ جسم کا جزو بن گیا ہے۔ اور باقی ناکارہ اور ردّی حصہ باہر نکال دیا گیا ہے۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ خوراک کا وہ حصہ ہی خارج ہو۔ جو غیر مفید اور ردّی ہو۔ اور مفید حصہ جزو بدن بن کر اس کی تقویت کا باعث بنے۔ اگر مفید حصہ جسم کا جزو نہیں بنتا۔ بلکہ خارج ہو جاتا ہے۔ تو اس سے بھی جسم ترقی نہیں کرسکتا۔ بلکہ جلدی کمزور ہو کر ضائع ہو جاتا ہے۔ مندرجہ بالا بیان سے جسم انسانی کی صحت و بقا کے لئے مندرجہ ذیل باتوں کا ہونا ضروری ثابت ہوتا ہے۔

اول۔ جسم میں داخل ہونے والی خوراک صالح۔ مقوی اور مناسب مقدار میں ہو۔

دوم۔ جسم میں فضلہ اور ردّی اجزا کو علیحدہ کرکے باہر نکالنے۔ اور مفید اور اصل جوہر کو بدن کا جزو بنانے کی صلاحیت ہو۔ خوراک کے ردّی اجزا جسم میں نہ ٹھہریں۔ بلکہ فوراً بول و براز کی صورت میں خارج ہو جائیں۔

سوم۔ بول و براز کی صورت میں خارج ہونے والے ردّی اجزا کی مقدار جسم میں داخل ہونے والی خوراک سے بہت کم ہو۔

چہارم۔ خوراک کا مفید اور کارآمد حصہ جسم سے باہر نہ نکلے۔ بلکہ جسم کا جزو بن کر اس کی تقویت کا باعث ہو۔

الٰہی جماعتوں کی ترقی کے لئے پہلا ضروری امر

اب چونکہ الٰہی جماعتیں جسد کی مماثل ہیں۔ اس لئے ان کی ترقی اور بقاء بلکہ ہر کامیابی حاصل کرنے والی سوسائٹی کی ترقی انہی اصولوں پر مبنی ہے۔ جو جسم کی صحت و بقا کے لئے ضروری ہیں۔

اول جیسے جسم کی صحت کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس میں صالح اور مفید خوراک داخل ہو۔ اسی طرح الٰہی جماعت یا ہر ترقی کرنے والی سوسائٹی کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس میں داخل ہونے والے افراد مفید

قابل اور اس جماعت کے مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں۔ خدا تعالےٰ نے قرآن کریم میں جا بجا اسلامی جماعت میں داخل ہونے والے افراد کی تعریف و توصیف فرمائی ہے۔ اور مومنین کے مختلف مناقب بیان فرمائے ہیں۔ جیسے رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ۔ یعنی خدا تعالےٰ ان سے راضی ہے۔ اور وہ ہر عسر و یسر میں راضی برضاء الٰہی ہیں پھر فرمایا یحبھم و یحبونہ یعنی خدا تعالےٰ ان کا محبوب ہے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کے محبوب ہیں۔ پھر فرمایا اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ یعنی وہ کافروں کے مقابل پر سخت ہیں۔ اور ان کے بُرے اثرات کو قبول نہیں کرتے۔ لیکن مومنوں کے لئے وہ نہایت رحیم ہیں۔ اور ان کے نیک اثرات کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں۔ اسی طرح اور بیسیوں جگہ اسلام میں داخل ہونے والوں کی صفاتِ حسنہ کا ذکر ہے۔ یہی وہ مفید اور بابرکت وجود تھے۔ جن کی کوشش ہمت اور جذبہ قربانی سے اسلام کا نور آناً فاناً اکناف عالم میں پھیل گیا۔ پس ہر ترقی کرنے والی جماعت کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس میں داخل ہونے والے افراد مفید قربانی کرنے والے اور اس کے مقاصد کو پورا کرنے کی اہلیت رکھنے والے ہوں۔

دوسرا امر

دوم۔ جیسے جسم کی صحت اور بقا کے لئے ضروری ہے۔ کہ خوراک کے ردّی اور فاسد اجزا جسم سے فوراً خارج ہو جائیں یا نکال دیئے جائیں۔ اسی طرح انبیاء کی جماعتوں کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ کہ فسادی غیر مفید اور الٰہی جماعتوں کے مقاصد کو پورا کرنے کے نااہل لوگ ان میں نہ رہیں۔ تاکہ وہ ان ترقی کرنے والی اور بڑھنے والی جماعتوں کے لئے سنگ راہ نہ ہوں۔ جس طرح وہی جسم صحت یافتہ کہلا سکتا ہے۔ جس میں خوراک کے ردّی اور غیر مفید اجزا کو باہر نکالنے کی صلاحیت ہو۔ اسی طرح وہی جماعت ترقی یافتہ کہلا سکتی ہے۔ جو ردّی اور ناکارہ وجودوں کو اپنے اندر سے خارج کر دے۔ مذہبی اصطلاح میں ایسے لوگوں کو منافقین کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان مقاصد کے ساتھ متفق نہیں ہوتے جو الٰہی جماعت کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ ان کے حصول کے لئے کسی قسم کی قربانی اور جدوجہد کو کام میں نہیں لاتے۔ پس ایسے لوگوں کا الٰہی جماعتوں سے باہر نکلنا یا خدائی تصرف کے ماتحت ان کا خود بخود نکلنا جماعت کی ترقی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ منافقین کا یہ گروہ ہر مذہبی جماعت میں بلکہ ہر دنیوی سوسائٹی میں بھی اسی طرح موجود ہوتا ہے۔ جیسے ہر جسم میں خوراک کے ساتھ ردّی اجزا اور فضلہ پایا جاتا ہے۔ جو لوگ انبیاء کی جماعتوں میں اپنی ذاتی اور دنیوی اغراض کے لئے شامل ہوتے ہیں۔ یا شامل تو اخلاص اور دینداری سے ہوتے ہیں۔ لیکن بعد میں کسی ذاتی جھگڑے یا دنیوی منفعت کی غرض سے دل میں میل لے آتے ہیں۔ وہ منافقین کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور الٰہی جماعتوں کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ ان ردّی اور ناکارہ وجودوں کو اپنے جماعتی جسم سے باہر پھینک دیں۔ تاکہ وہ جماعت میں فساد کو بڑھانے کا موجب نہ ہوں۔ اور جماعت روز بروز ترقی کی طرف پرواز کرتی جائے۔ پس ضروری ہے کہ الٰہی جماعتوں بلکہ ہر ترقی کرنے والی سوسائٹی میں مرتدین اور مخرجین کا وجود ہو۔ ہاں یہ مرتدین و مخرجین وہی لوگ ہونے چاہئیں۔ جو جماعت کے مقاصد کو پورا کرنے کے نااہل ہوں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ان لوگوں کا اولٰئک الذین حبطت اعمالھم فی الدنیا والاخرۃ کے الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال کا رفع خدا تعالےٰ کی طرف نہیں ہوتا۔ اور وہ اس بلند مقصد کو پورا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ جو دینی و دنیوی لحاظ سے مومنوں کا نصب العین ہے۔

تیسرا امر

سوم۔ جسم میں داخل ہونے والی خوراک کے دو حصے ہیں۔ ایک اصل مغز جو جسم کا جزو بن کر اس کو ترقی دیتا ہے۔ دوسرا ردّی حصہ یا فضلہ جو جسم سے باہر پھینک دیا جاتا ہے۔ چونکہ خوراک کا ایک حصہ جسم میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس لئے فضلہ کی مقدار جو جسم سے باہر نکلتا ہے جسم میں داخل ہونے والی خوراک سے بہت کم ہوتی ہے۔ اگر فضلہ خوراک سے زیادہ مقدار میں جسم سے خارج ہو۔ تو اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ جسم کا ایک حصہ بھی اس میں شامل ہے۔ اور یہ حالت صریح طور پر جسم کے لئے ہلاکت کا باعث ہے پس الٰہی جماعتوں میں بھی یہی اصول ہے کہ ان میں داخل ہونے والے افراد سے ان سے خارج ہونے والے افراد کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ اور ہر جماعت یا سوسائٹی کی ترقی کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس میں داخل ہونے والے افراد زیادہ تعداد میں ہوں۔ اور اس سے خارج ہونے والے افراد کی تعداد بہت قلیل ہو۔ چنانچہ خدا تعالےٰ اسلامی جماعت کے متعلق جو ایک ترقی کرنے والی جماعت ہے فرماتا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم .... الخ یعنی اے مومنو! اگر تمہاری جماعت میں سے ایک شخص مرتد ہوگا۔ تو خدا تعالےٰ اس کے بدلہ میں اسلامی جماعت میں ایک قوم داخل کرے گا۔ پس یہی وہ اصول ہے جو جماعتوں کو ترقی کی طرف لے جاتا ہے۔ کہ اگر ان سے ایک آدمی علیحدہ ہو تو اس کے بدلہ میں ایک قوم ان میں شامل ہو۔

چوتھا امر

چہارم۔ جسم کی ترقی اور صحت و بقا کے لئے ضروری ہے۔ کہ خوراک کا مفید حصہ اس کا جزو بن جائے۔ اور وہ باہر نہ نکلے کیونکہ اگر جسم خوراک کے مفید حصہ کو بھی قبول نہیں کرتا۔ اور باہر نکال دیتا ہے۔ تو اس کی طاقت اور قوت قائم نہیں رہ سکتی اسی طرح خدائی جماعتوں یا ترقی کرنے والی سوسائٹیوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ مفید اور کارآمد وجودوں کو اپنے اندر جذب کریں۔ کیونکہ یہی وہ ستون ہوتے ہیں۔ جن پر جماعت کی ترقی اور بلندی کا بہت حد تک انحصار ہوتا ہے۔ پس ایسے وجودوں کو جماعت سے باہر نکالنا جماعت کے لئے نقصان عظیم ہے۔ جس سے ہر ترقی کرنے والی جماعت کو بچنا چاہیئے:

کسی کا مرتد ہونا قابلِ اعتراض نہیں

مندرجہ بالا بیان سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ یہ اصول قطعاً غلط ہے۔ کہ کسی جماعت میں مرتدین کو دیکھ کر یہ حکم لگا دیا جائے۔ کہ وہ جماعت من جانب اللہ نہیں۔ یا تنزل کی طرف جا رہی ہے۔ اور یہ بھی غلط ہے۔ کہ کسی جماعت یا سوسائٹی میں لوگوں کو داخل ہوتے دیکھ کر یہ اندازہ کیا جائے۔ کہ یہ جماعت ضرور ترقی کرے گی۔ یا یہ خدا تعالےٰ سے مؤید ہے۔ بلکہ اصل معیار یہ ہے۔ کہ اگر کسی جماعت میں داخل ہونے والے افراد مفید اور قربانی کرنے والے ہیں۔ اور اس میں سے نکلنے والے مرتدین اور مخرجین ردّی اور ناکارہ وجود ہیں۔ اور ان نکلنے والے افراد کی تعداد جماعت میں داخل ہونے والے افراد کی تعداد کی نسبت کم ہے۔ تو وہ جماعت ضرور ترقی کرے گی۔ اس میں کسی فرد کا داخل ہونا بھی موجب برکت ہے۔ اور اس سے کسی فرد کا خارج ہونا بھی اس کی ترقی میں اضافہ کرنے والا ہے۔ ہاں اگر کسی سوسائٹی یا جماعت میں ناکارہ ردّی اور حرص و آز کے غلام دنیوی مفاد کی خاطر جوق در جوق شامل ہوتے ہیں۔ یا کسی جماعت سے مفید اور مخلص ممبر خارج ہو رہے ہیں۔ یا کسی جماعت میں سے نکلنے والوں کی تعداد داخل ہونے والوں کی تعداد سے زیادہ ہے۔ تو وہ جماعت یقیناً تباہی کے گڑھے میں گرے گی۔ اور چونکہ انبیاء کی جماعتیں ہمیشہ غالب آنے والی اور ترقی کرنے والی جماعتیں ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ پہلی قسم میں شامل ہیں اور ان سے کسی کا مرتد ہونا کسی صورت میں بھی قابل اعتراض نہیں بلکہ مرتدین و مخرجین کے افسوسناک حالات پر غور کرنے سے ان جماعتوں کی صداقت زیادہ روشن ہوتی ہے۔

خاکسار۔ برکات احمد بی۔ اے از لاہور

مسئلہ جنازہ کی حقیقت اور غیر مبائعین

مولوی محمد علی صاحب کے ٹریکٹ پر نظر

(۴)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے ان تین حوالوں کے بعد جن کا ذکر گزشتہ پرچہ میں کیا جا چکا ہے اپنے پہلے ٹریکٹ والے حوالوں کو بھی دہرایا ہے۔ جن پر حضرت میاں صاحب موصوف نے مسئلہ جنازہ کی حقیقت میں بالتفصیل روشنی ڈالی ہے۔ ان حوالہ جات کو پیش کرتے ہوئے اب بھی جناب مولوی صاحب نے امام بہر حال احمدی ہونا چاہیئے کی شرط کو ہر حوالہ سے پہلے کی طرح حذف کر دیا ہے۔ اسی طرح وہ ٹریکٹ جس میں غیر احمدیوں کو مسئلہ جنازہ میں ثالث بننے کی دعوت دی ہے۔ اس کے صـ۲ پر بھی ان حوالہ جات کو اسی ناواجب قطع و برید سے پیش کیا ہے۔ تاکہ غیر احمدی یہ معلوم کر کے کہ یہ لوگ ہمارے امام کے پیچھے جنازہ پڑھنے کے لئے بھی تیار نہیں ناراض نہ ہو جائیں۔ جناب مولوی صاحب کا غیر احمدیوں کے سامنے ادھورے حوالہ جات پیش کر کے ان سے فیصلہ طلب کرنا بھی محض ایک نمائش ہے جو غیر احمدیوں کو خوش کرنے کے لئے کی جا رہی ہے۔ کہ ہم لوگ تمہارا جنازہ پڑھ لیتے ہیں۔

خاموش اور درمیانی حالت کی تشریح

مذکورہ حوالہ جات کے متعلق تفصیلی بحث کے مطالعہ کا شوق رکھنے والے احباب کو چاہیئے کہ وہ حضرت میاں صاحب کی کتاب "مسئلہ جنازہ کی حقیقت" کا مطالعہ فرمائیں۔ میں اجمالاً اس جگہ ان حوالہ جات کے متعلق صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ان کا مفہوم گزشتہ حوالوں کے خلاف تو ہرگز تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں تناقض تسلیم کرنا ہوگا بے شک ایک حوالہ میں اس قسم کے الفاظ ہیں۔ کہ اگر خاموش تھا اور درمیانی حالت میں تھا۔ تو اس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے مگر اس سے پہلے حضور صاف فرماتے ہیں اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا۔ اور ہمیں برا کہتا اور برا سمجھتا تھا تو اس کا جنازہ نہ پڑھو۔ پس جب برا کہنے کے علاوہ برا سمجھنے والے کے جنازہ کی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجازت نہیں دی۔ اور دل کی حالت کا پتہ صرف اعمال و اقوال سے ہی لگ سکتا ہے تو اس کے بالمقابل جس شخص کے جنازہ کی اجازت دی گئی ہے وہ ایسا ہی ہو سکتا ہے جو احمدیہ نقطہ نگاہ سے آپ کو کسی طرح برا نہ سمجھتا ہو اور یقیناً ایسا شخص مصدق ہی ہو سکتا ہے۔ لا غیر کیونکہ غیر مصدق کسی نہ کسی رنگ میں ضرور برا سمجھیگا پس اس نقطہ نگاہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے خاموش اور درمیانی حالت کی تشریح یقیناً وہی درست ہو سکتی ہے جو حضرت میاں صاحب نے بیان فرمائی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"اس حوالہ میں خاموش اور درمیانی حالت کے الفاظ سے مراد صرف یہ ہے۔ کہ ایسا شخص مخالفت اور تکذیب وغیرہ کے خیالات کے لحاظ سے تو بالکل خاموش ہو۔ اور اس کی طرف سے کبھی کوئی مخالفت وغیرہ کی بات سنی یا دیکھی نہ گئی ہو۔ اور عملاً درمیانی حالت میں ہو جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا دل احمدیت کا مصدق بن چکا ہو۔ گو اس نے ویسے ظاہرا رسمی طور پر بیعت نہ کی۔ اور اس رنگ میں گویا بین بین حالت میں ہو۔ تو ایسی حالت میں اس کا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔" (مسئلہ جنازہ کی حقیقت صـ۵۱)

درمیانی حالت سے مولوی محمد علی صاحب کی مراد

چونکہ جناب مولوی محمد علی صاحب خاموش اور درمیانی حالت سے مراد ایسا شخص لینا چاہتے ہیں جو نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مکذب ہو نہ مصدق۔ تا وہ غیر احمدیوں کے جنازہ کا جواز ثابت کر سکیں۔ اس لئے انہوں نے خاموش اور درمیانی حالت کے لفظ کے متعلق اپنی تشریح کی طرف توجہ دلانے کیلئے لکھا ہے "میاں صاحب مجھے جھٹلانے میں جلدی کریں گے۔ مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی سر جھکا دیں۔ کہ آپ نے اہل کتاب کے ذکر پر فرمایا۔ لاتصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم۔ نہ اہل کتاب کی تصدیق کرو نہ تکذیب۔ یہی خاموش اور درمیانی حالت ہے" (ٹریکٹ دو ورقہ صـ۳)

گویا مولوی صاحب خاموش اور درمیانی حالت کے الفاظ سے غیر مصدق کا جنازہ بھی جائز ثابت کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ مگر انہیں یاد رہے کہ حضرت میاں صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعودؑ کے اقوال سے ثابت کر دیا ہے کہ حضور صرف ایسے شخص کے جنازہ کی اجازت دیتے ہیں جو کسی رنگ میں مکذب نہ ہو۔ اور احمدیوں میں احمدیوں کی طرح ملا جلا رہتا ہے۔ اور مزید براں اس میں تصدیق کی بو محسوس و مشہود ہو۔ اور اسی کو حضورؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ بتایا ہے۔

حدیث کا مطلب

حدیث میں اہل کتاب کے ذکر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اقوال کی عدم تصدیق اور عدم تکذیب کے متعلق جو نصیحت فرمائی ہے اس میں ایک بالکل جداگانہ اصل مراد ہے۔ جسے جناب مولوی صاحب نے سمجھا نہیں۔ بات یہ ہے کہ جب قرآن شریعت نازل ہو رہی تھی اور لوگ اس میں اگر ایک حصہ سابقہ شریعتوں اور سابقہ تعلیموں کا بھی لیا جا رہا تھا تو باقی حصہ رد بھی کیا جا رہا تھا۔ لہذا اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کمال حکمت سے مسلمانوں کو یہ ارشاد فرمایا۔ کہ تم اہل کتاب کی تعلیم کی تکذیب یا تصدیق دونو سے کنارہ کش رہو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ اس تعلیم کا کونسا حصہ قرآنی شریعت کا جزو بننے والا ہے۔ اور کونسا رد ہونیوالا ہے۔ پس یہ ایک بالکل جداگانہ مضمون ہے۔ جسے جناب مولوی صاحب نہ سمجھتے ہوئے مسئلہ جنازہ میں خواہ مخواہ داخل کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں۔ کیونکہ حدیث کے بیان کردہ اصول کو مسئلہ جنازہ کے اصول کے کیسا تھ کوئی تعلق نہیں

درمیانی حالت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مراد

بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے فتویٰ میں خاموش اور درمیانی حالت والے شخص سے ایسا شخص ہرگز مراد نہیں لیا۔ جو ایک طرف غیر مکذب ہو۔ اور دوسری طرف غیر مصدق۔ بلکہ آپ نے صراحت فرمائی ہے کہ جنازہ کے جواز کے لئے تصدیق ضروری ہے۔ اور تصدیق بھی ایسی جو بو کی طرح محسوس و مشہود ہو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد فریقین کے لئے واجب القبول ہے

بہر حال اس بات میں ذرہ بھر بھی شک نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتویٰ میں خاموشی کی حالت۔ درمیانی حالت سے مراد یہی ہے۔ کہ تکذیب و مخالفت کی طرف سے وہ خاموش ہو۔ تصدیق کا پہلو اس میں نمایاں ہو۔ اور رسمی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے درمیانی حالت میں ہو۔

تصدیق کی بو سے مراد

جناب مولوی محمد علی صاحب کو "تصدیق کی بو کا لفظ کھٹکتا تھا۔ اس لئے اپنے ٹریکٹ کے فٹ نوٹ میں انہوں نے [illegible] "تصدیق کی بو اور خاموشی دونوں ایک چیز ہیں"

مگر یہ لکھ کر مولوی صاحب نے اپنی تردید آپ کر دی ہے۔ کیونکہ خود مولوی صاحب کی تشریح کے لحاظ سے لاتصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم والی خاموشی کی حالت اور درمیانی حالت تو عدم تکذیب اور عدم تصدیق کی حالت ہے۔ اور مولوی صاحب نے اپنے فٹ نوٹ میں تصدیق کی بو اور خاموشی کو مترادف قرار دیدیا ہے۔

کیا جناب مولوی محمد علی صاحب لاتصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم پر عمل کو تصدیق کی بو قرار دے سکتے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو صاف ظاہر ہے کہ لاتصدقوا اھل الکتاب ولا تکذبوھم کی حدیث سے جس حالت کو خاموشی کی حالت اور درمیانی حالت قرار دیا جا سکتا ہے۔ وہ اس خاموشی اور درمیانی حالت سے مختلف ہے جو تصدیق کی بو کہلا سکتی ہے۔ جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے فتویٰ میں فرمایا ہے۔

مولوی صاحب نے ہتھیار ڈال دیئے

پس سچ تو یہ ہے کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے تصدیق کی بو رکھنے کو جنازہ کے جواز کی وجہ [illegible] کر کے اس بحث میں حضرت میاں صاحب موصوف کے بالمقابل اب بالکل ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اور ایک رنگ میں اس بحث میں اپنے عجز کا اپنے قلم سے اعتراف کر لیا ہے۔ دیکھئے حضرت میاں صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں کا مفہوم یہ بتایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف مصدق احمدیت کے جنازہ کی اجازت دی ہے نہ کہ غیر احمدی کے جنازہ کی

اور جناب مولوی محمد علی صاحب یہ ثابت کرنا چاہتے تھے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر احمدیوں کے جنازہ کی اجازت دی ہے اب جناب مولوی صاحب نے حضرت میاں صاحب کی بحث پڑھ کر یہ اقرار کر لیا ہے۔ کہ جنازہ کے جواز کی وجہ تصدیق ہے۔ تو گویا جناب مولوی صاحب نے دوسرے لفظوں میں تسلیم کر لیا کہ ایسے لوگوں کے جنازہ کے جواز کی وجہ ان کے نزدیک انکی احمدیت ہے۔ نہ کہ غیر احمدیت۔ تصدیقی پہلو کا نام اگر ان کے نزدیک غیر احمدیت نہیں۔ تو ان فتاوی کی بنا پر جناب مولوی صاحب کا یہ کہنا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واقعی غیر احمدیوں کا جنازہ جائز قرار دیا ہے۔ ان کے اپنے فٹ نوٹ کی رو سے باطل ثابت ہو گیا۔

مولوی صاحب کا تعجب

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ٹریکٹ میں حضرت میاں صاحب موصوف پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ کہ جو شخص سلسلہ میں داخل نہیں اور جسے ایک معاہدہ میں غیر احمدی کہا گیا ہے حضرت میاں صاحب نے اسے جنازہ کی غرض کے ماتحت احمدی شمار کیا ہے۔ گویا ایک نام نہاد غیر احمدی کو احمدی کہنے پر جناب مولوی صاحب متعجب ہیں۔ حالانکہ یہاں محض لفظی فرق ہے۔ اور حقیقت کے لحاظ سے فرق نہیں۔ مگر مولوی صاحب کو خیال نہیں رہا۔ کہ یہی بات دوسرے لفظوں میں اس ٹریکٹ میں خود کہہ گئے ہیں کیونکہ انہوں نے تصدیق کی بو کی وجہ سے ایسے آدمی کا جنازہ جائز مانا ہے جو سلسلہ میں داخل نہیں۔ اور تصدیق کے پہلو ہی کا دوسرا نام احمدیت ہے۔ تو گویا جناب مولوی محمد علی صاحب نے سلسلہ میں داخل نہ ہونے والے شخص کا جنازہ اس کی تصدیق یعنی احمدیت کی وجہ سے جائز قرار دیا ہے۔ پس ایسے سلسلہ میں داخل نہ ہونے کا مفہوم صرف یہی رہ گیا۔ کہ اس نے رسمی طور پر ابھی بیعت نہیں کی ورنہ یوں وہ احمدیوں کے حکم میں ہونے کی وجہ سے احمدی ہے۔ اصولاً یہی وہ بات ہے۔ جو حضرت میاں صاحب نے "مسئلہ جنازہ کی حقیقت" میں بیان فرمائی ہے۔ مگر اس پر جناب مولوی صاحب بلا وجہ تعجب کا اظہار کر کے دوسروں کو بھی متعجب کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ دوسرے لفظوں میں خود ہی یہ بات تسلیم کر گئے ہیں۔

پس اب جناب مولوی محمد علی صاحب کا یہی مذہب ثابت ہوا۔ کہ وہ فی الحقیقت غیر احمدی کا جنازہ ناجائز سمجھتے ہیں۔ اور بیعت کر کے سلسلہ میں داخل نہ ہونے والوں کا جنازہ صرف ان کے مصدق ہونے کی وجہ سے جائز مانتے ہیں۔ لہذا ایسے لوگوں کو اگر کوئی شخص کبھی غیر احمدی کہے گا۔ تو صرف رسمی بیعت نہ کرنے کی وجہ سے عرفاً غیر احمدی کہے گا۔ ورنہ وہ مصدق ہونے کی وجہ سے دراصل احمدی ہی ہیں۔ یہی وہ بات ہے۔ جو حضرت میاں صاحب موصوف نے "مسئلہ جنازہ کی حقیقت" میں پیش کی ہے۔ حضرت میاں صاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ غیر احمدی کے لفظ سے حقیقی غیر احمدی مراد نہیں۔ بلکہ بعض اوقات ایک لفظ کو وسیع معنوں میں استعمال کر لیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس اقرار نامہ میں غیر احمدی کا لفظ اپنے حقیقی مفہوم سے وسیع تر کر کے رسمی اور عرفی رنگ میں استعمال کر لیا گیا ہے۔ اور مراد صرف اس قدر ہے۔ کہ ہم ایسے لوگوں کا جنازہ پڑھ لیں گے۔ جو احمدیت کے دلی مصدق ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سچا جانتے ہیں۔ اور بوجہ رشتہ داری احمدیوں کے اندر احمدیوں کی طرح ملے جلے رہتے ہیں۔ مگر ظاہری بیعت میں شامل نہیں۔

(مسئلہ جنازہ کی حقیقت ص ۱۱۹)

اب جناب مولوی صاحب اپنے فٹ نوٹ کو دیکھ کر فرمائیں کہ حضرت میاں صاحب نے کونسی انوکھی بات کہہ دی ہے۔ جو قابل تعجب ہے کیا خود جناب مولوی صاحب نے تصدیق کو وجہ جواز جنازہ قرار نہیں دیا۔ اب کیا تصدیقی پہلو ان کے نزدیک احمدیت کہلائے گا یا غیر احمدیت۔ اگر تصدیقی پہلو کا تعلق احمدیت سے ہے۔ تو صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ ان کے نزدیک وجہ جواز جنازہ صرف احمدیت کا پہلو ہوا نہ کہ غیر احمدیت کا۔ لہذا ان کا یہ کہنا باطل ٹھیرا۔ کہ ان فتووں سے غیر احمدیوں کا جنازہ جائز ثابت ہوتا ہے۔ پس جناب مولوی صاحب مسئلہ جنازہ کی بحث کے میدان میں تو حضرت میاں صاحب موصوف کے بالمقابل خدا کے فضل سے بالکل عاجز رہ چکے ہیں۔ اور اب ان کا قدم اس مقام پر نہیں۔ جس پر پہلے تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر افتراء

لیکن اس میں شک نہیں کہ باوجود یہ اعتراف کر لینے کے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے لوگوں کے جنازہ کی اجازت جو سلسلہ میں داخل نہیں محض ان کے مصدق ہونے کے لحاظ سے دی ہے۔ جناب مولوی صاحب اپنے ٹریکٹ میں بالکل اس کے خلاف ایسے لوگوں کا جنازہ بھی جو نہ اِدہر کے ہیں نہ اُدہر کے اور جن کی تعداد کثیر ہے جائز ٹھہرانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"حضرت صاحب نے خود بھی تسلیم فرمایا ہے۔ جہاں پہلے مکذبین کا ذکر کیا۔ پھر ماننے والوں کا۔ پھر ان دونوں کے درمیان ایک گروہ کا۔ اور اسی کو بڑا گروہ قرار دیا۔ جن کے جنازے پڑھنے کی اجازت بھی دی۔"

فرمایا۔ "اسوقت تین قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ جو بغض حسد میں جلے ہوئے ہیں اور ضد اور تعصب سے مخالفت پر آمادہ ہیں۔ ان کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ اور دوسرے وہ جو اسطرف رجوع کرتے ہیں۔ ان کی تعداد ترقی پر ہے۔ تیسرے وہ جو خاموش ہیں۔ نہ اِدہر ہیں نہ اُدھر۔ ان کی تعداد کثیر ہے۔ وہ ملاؤں کے زیر اثر ہیں۔ اور نہ ان کے ساتھ مل کر سب وشتم کرتے ہیں۔ پس اس لئے وہ ہماری مدمی ہیں۔" (الحکم ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۴ء)

ناظرین کرام! جناب مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اوپر کا حوالہ پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیطرف ایسے لوگوں کے جنازہ پڑھنے کی اجازت کا فتویٰ منسوب کیا ہے۔ جو نہ اِدھر کے ہوں نہ اُدہر کے۔ مگر میں بڑے زور سے اس امر کا اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جناب مولوی محمد علی صاحب نے یہ درست نہیں کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر صریح افتراء باندھا ہے۔ اور وہ تاقیامت یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تین گروہوں کا ذکر کرتے تیسرے گروہ جو نہ اِدہر کا ہے نہ اُدہر کا کے جنازہ کی اجازت دی ہے۔ میں جناب مولوی صاحب کو چیلنج کرتا ہوں۔ اگر انہیں اپنے قول کا کچھ بھی پاس ہے۔ تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ الفاظ پیش کریں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تیسرے گروہ کے جنازہ کی اجازت دی ہے۔ جو نہ اِدہر کا ہے نہ اُدہر کا۔ اگر ایسا نہیں۔ اور یقیناً نہیں تو صاف کھل جائے گا کہ جناب مولوی صاحب مسئلہ جنازہ کی بحث میں صریح حق پوشی اور ناحق کوشی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ امر تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاوے سے آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہے۔ جیسا کہ اوپر کے ایک فتویٰ سے دکھایا جا چکا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسے شخص کو جو نہ اِدہر کا ہو۔ نہ اُدھر کا "دراصل مکذب" قرار دیا ہے۔ اور یہ امر بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ مکذب کا جنازہ جناب مولوی محمد علی صاحب بھی ناجائز مانتے ہیں۔ پس مولوی صاحب نے جس تیسرے گروہ جو نہ اِدھر کا ہے نہ اُدھر کا کے جنازہ کے جواز کا جو فتویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ قطعاً نادرست ہے

تیسرے گروہ کا جنازہ جائز نہیں

ناظرین یاد رکھیں۔ کہ جناب مولوی صاحب نے اپنے ٹریکٹ کے فٹ نوٹ میں صرف تصدیق کی بو رکھنے والے کے جنازہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتویٰ کی رو سے جائز قرار دیا ہے۔ اور یہ تیسرا گروہ جسکا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں۔ یہ نہ اِدہر کا ہے نہ اُدہر کا۔ یعنی مصدق نہیں۔ پس جب یہ گروہ مصدق نہیں۔ تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس گروہ کا جنازہ کیونکر جائز قرار دے سکتے تھے۔ جبکہ حضور ؑ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے مطابق صرف مصدق کا جنازہ ہی جائز بتلایا ہے۔ اور صاف لکھا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طالب جیسے آدمی کا جنازہ بھی نہ پڑھا۔ حالانکہ جناب مولوی محمد علی صاحب جانتے ہیں۔ کہ ابو طالب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ اور آخری دم تک ہمدرد رہنے والے چچا تھے۔ لیکن چونکہ وہ مصدق اسلام نہیں تھے۔ اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کفار کے حکم میں رکھ کر ان کا جنازہ نہ پڑھا۔ باوجودیکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمدردوں اور خیر خواہوں کی مد میں تھے۔ اس طرح اس تیسرے گروہ کا جنازہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے نزدیک جائز نہیں۔ اگر حضور نے ان کے جنازے کے جواز کا فتویٰ دیا ہوتا۔ تو جناب مولوی محمد علی صاحب نے جہاں اس حوالہ کو نقل کیا ہے۔ وہاں وہ ان کے جنازہ کے جواز سے متعلقہ الفاظ کو بھی ضرور نقل کر دیتے۔ بلکہ بڑے خط ان سے نقل کرتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہرگز ایسے گروہ کا جنازہ جائز قرار نہیں دیا۔ جو نہ ادھر کا ہے نہ ادھر کا۔ کیونکہ ایسے لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام "در اصل مکذب" قرار دے چکے ہیں۔ اور مکذب کا جنازہ جناب مولوی محمد علی صاحب بھی ناجائز مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب مولوی صاحب اب تصدیق کی لَو کو جنازے کے جواز کی وجہ تسلیم کر چکے ہیں۔ اور یہ تیسرا گروہ جو نہ ادھر کا ہے نہ ادھر کا تصدیق کی لو سے بھی عاری ہے۔ کیونکہ نہ ادھر کا ہے نہ ادھر کا۔ کا مفہوم یقیناً یہ ہے کہ وہ مصدق نہیں

اپنی مد میں قرار دینے کا مقصد

رہا یہ امر کہ ایسے لوگوں کو حضور نے اپنی مد میں لکھا ہے۔ سو اس کے متعلق واضح رہے کہ ان لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صرف اس وجہ سے اپنی مد میں قرار دیا ہے۔ کہ یہ لوگ ملاؤں کے اثر سے نکل جانے کی وجہ سے اس تعداد کو چھوڑ چکے ہیں۔ جس پر مکذبین کا پہلا گروہ ڈٹا ہوا ہے۔ جو بغض و حسد میں جلا ہوا ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ لوگ اس قابل ہیں۔ کہ ہم انہیں اپنے ذریعہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ ورنہ اس کے یہ معنے ہرگز نہیں۔ کہ یہ لوگ احمدی ہیں۔ یہ معنی تو خود جناب مولوی محمد علی صاحب کو بھی مسلم ہیں کہ ایسے لوگ احمدی ہیں یا کم از کم مصدق ہی ہیں۔ کیونکہ وہ انہیں غیر مصدقین کی فہرست میں رکھ کر غیر مصدقین کے جنازہ کے جواز کا فتویٰ افتراءً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جناب مولوی محمد علی صاحب کے پیش کردہ حوالہ کے آگے فرماتے ہیں۔ یہ فرقہ جو معاندین کا ہے۔ اگر نہ ہوتا۔ تو چپ بیٹھنے والے در اصل میں کوئی شے نہیں ہیں۔ انہیں کی وجہ سے تحریک ہوتی ہے۔ وہ شور ڈال کر ان لوگوں کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ ان کی باتوں میں چونکہ آسمانی تائید نہیں ہوتی۔ اس لئے ناقص ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کچھ کرتا ہے۔ اور یہ کچھ کہتے ہیں۔ قال کچھ ہے۔ حال کچھ ہے۔ آخر شور و شر اس کا بعض کو تحریک ہوتی ہے کہ دیکھیں تو سہی ہے کیا۔ پھر جب وہ تحقیق کرتے ہیں۔ تو حق ہماری طرف ہوتا ہے آخر ان کو ماننا پڑتا ہے۔"

(الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۷ء)

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ یہ تیسرا گروہ خاموش رہنے والا بھی بالآخر تحقیق کر کے ایمان لاتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایسے لوگوں کے لئے "ہماری مد میں ہیں" کے الفاظ استعمال کرنے کا مفہوم صرف یہی ہو سکتا ہے۔ کہ ایسے لوگوں کو ہی ہمیں زیر اثر لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس تیسرے غیر مصدق گروہ کے جنازہ کی اجازت ہرگز نہیں دی تو جناب مولوی محمد علی صاحب کا ان غیر مصدقین کے جنازہ کے جواز کا فتویٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کرنا سراسر افتراء ہے۔ العیاذ باللہ۔

خاکسار۔ قاضی محمد نذیر لائلپوری
سیکرٹری اصلاح و ارشاد و لیکچرار جامعہ احمدیہ قادیان

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۷

فرض کرو۔ انہوں نے تیسرے سال چندہ لکھوایا تھا۔ تو وہ سال گزر گیا۔ اور انہوں نے چندہ میں ایک پیسہ بھی ادا نہ کیا۔ پھر چوتھا سال شروع ہوا۔ تو انہوں نے اصرار کرکے چوتھے سال میں اپنا چندہ لکھوا دیا۔ اور کہا کہ اب وہ تیسرے سال کا بھی چندہ ادا کریں گے۔ اور چوتھے سال کا بھی۔ مگر چوتھا سال بھی گزر گیا۔ اور انہوں نے نہ تیسرے سال کا چندہ ادا کیا۔ نہ چوتھے سال کا۔ پھر پانچواں سال شروع ہوا۔ اور انہوں نے اصرار کرکے کہا۔ کہ پانچویں سال میں ہمارا اتنا وعدہ لکھ لیا جائے۔ ہم پچھلے سالوں کا چندہ بھی ادا کریں گے اور اس سال کا بھی۔ مگر نہ انہوں نے تیسرے سال کا چندہ دیا نہ چوتھے سال کا چندہ دیا۔ اور نہ پانچویں سال کا چندہ دیا پھر چھٹا سال شروع ہوا۔ تو انہوں نے پھر اپنا چندہ لکھوا دیا۔ مگر چھٹے سال میں بھی انہوں نے تیسرے سال کا چندہ دیا نہ چوتھے سال کا چندہ دیا۔ نہ پانچویں سال کا چندہ دیا۔ اور نہ چھٹے سال کا چندہ دیا۔ اب ساتواں سال شروع ہوا۔ تو انہوں نے پھر اصرار کرکے اپنا وعدہ لکھوایا۔ مگر ان کی حالت اب بھی وہی ہے۔ کہ نہ تیسرے سال کا انہوں نے چندہ دیا ہے۔ نہ چوتھے سال کا چندہ دیا ہے نہ پانچویں سال کا چندہ دیا ہے۔ نہ چھٹے سال کا چندہ دیا ہے۔ نہ ساتویں سال کا چندہ دیا ہے۔ ایسے لوگ چونکہ متواتر اور مسلسل ایک لمبے عرصہ تک جھوٹ کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اور چونکہ انہوں نے دین سے تمسخر اور استہزاء کیا ہے۔ اس لئے میں

دفتر کو ہدایت

کرتا ہوں۔ کہ ایسے لوگوں کی لسٹ بھی وہ شائع کر دے۔ تاکہ اگر ایک طرف ان لوگوں کے نام یادگار رہیں۔ جنہوں نے سچائی اور دیانت کے ساتھ اپنے عہد کو پورا کیا۔ تو دوسری طرف ان لوگوں کے نام بھی بطور یادگار محفوظ رہیں۔ جنہوں نے

جان بوجھ کر سلسلہ سے دھوکہ کیا

اور ایک جھوٹی عزت حاصل کرنے کے لئے وہ سالہا سال تک جھوٹ بولتے رہے میرے نزدیک اگر ایک طرف مخلصین کا اخلاص ایسا ہے جو یاد رکھنے کے قابل ہے تو دوسری طرف یہ دھوکہ بازی بھی ایسی ہے جو عبرت کے طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے اگر کسی چیز کے متعلق لوگوں کو مجبور کیا جائے اور کہا جائے۔ کہ وہ اس میں ضرور حصہ لیں تو اگر ان میں سے کوئی سستی کرے تو وہ درگزر کے قابل سمجھی جا سکتی ہے۔ اور خیال کیا جا سکتا ہے کہ اس کی اپنی مرضی شامل ہونے کی نہیں تھی۔ اسے چونکہ مجبور کیا گیا تھا۔ اس لئے اس نے سستی دکھائی۔ مگر جس قربانی کے متعلق بار بار کہا جاتا ہے کہ وہ طوعی اور نفلی ہے۔ اور اس میں شمولیت جبری نہیں۔ بلکہ ہر شخص کی مرضی اور رضا و رغبت پر منحصر ہے۔ اس میں اگر کوئی شخص اپنا نام پیش کر دیتا ہے۔ اور پھر عملی رنگ میں کوئی قربانی نہیں کرتا۔ اور نہ اپنے وعدے کو پورا کرتا ہے۔ تو اس کے متعلق سوائے اس کے اور کیا سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ ایک

جھوٹی عزت کا دلدادہ

ہے۔ اور چاہتا ہے کہ وہ کام بھی نہ کرے اور اس کا نام بھی ان لوگوں میں آ جائے جو مخلصین ہیں۔ پس چونکہ ایسے لوگوں نے ایک جھوٹی عزت حاصل کرنے کی کوشش کی تھی اس لئے میرے نزدیک یہ لوگ تعزیری طور پر اس بات کے مستحق ہیں۔ کہ ان کے نام شائع کر دیئے جائیں۔ تاکہ دوسروں کے لئے یہ نام عبرت کا موجب ہوں۔ اور وہ کبھی اپنے آپکو تطوع کے طور پر اس کام کے لئے پیش نہ کریں۔ جس کے کرنے کے لئے وہ دل سے تیار نہ ہوں۔ اور اگر وہ خوشی سے کسی قربانی کے لئے اپنے آپکو پیش کرتے ہیں تو پھر چاہے جان چلی جائے۔ انہیں اپنے عہد کو مرتے دم تک نباہنا چاہیئے۔ اور کسی قسم کی سستی میں مبتلا نہیں ہونا چاہیئے۔ ہاں ایسے لوگ جن کے ذمہ صرف ایک یا دو سال کی رقم ہو ان کے نام شائع نہ کئے جائیں۔ ان کو ابھی اور مہلت دی جائے تاکہ اگر مجبوری سے ایسا انہوں نے کیا ہے۔ تو معافی لے لیں۔ اور اگر جان بوجھ کر غفلت کی ہے۔ تو اصلاح کریں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ اب جبکہ تحریک جدید کے بہت سے سال گزر چکے ہیں دوست اس چندہ کو جلد ادا کرنے کی کوشش کریں گے۔ اب ساتواں سال گزر رہا ہے۔ اور اگلے سال

دو تہائی سے زیادہ سفر طے ہو جائے گا

اور ایک تہائی باقی رہ جائیگا۔ اب بھی ساٹھ فیصدی حصہ گزر چکا ہے۔ اور ساتواں دھاکہ شروع ہے ایسے وقت میں بہت زیادہ ہوشیاری اور بیداری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ایسے وقت کا کام بہت زیادہ ثواب کا موجب ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تہجد کی عبادت بڑی مقبول ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت انسان تھک کر چور ہو چکا ہوتا ہے۔ اور جب ایسی حالت میں انسان عبادت کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو خدا کے حضور اس کی عزت بہت بڑھ جاتی ہے۔ تحریک جدید کے یہ دن بھی ایسے ہی ہیں۔ جیسے بارہ بجے رات کے بعد کا وقت شروع ہوتا ہے ایسے اوقات میں جو شخص بشاشت کے ساتھ دین کے کاموں میں حصہ لیتا اور مسلسل قربانی کرتا چلا جاتا ہے۔ اس کی قربانی خدا تعالیٰ کے حضور بہت زیادہ مقبول ہوتی۔ کیونکہ وہ قربانی کرکے چور ہو چکا ہوتا ہے۔ پہلے سالوں میں ابھی اس کے ذخیرے خرچ نہیں ہوئے تھے۔ مگر آخری سالوں میں وہ چندے دے دے کر تھک چکا ہوتا ہے۔ اس لئے آخری سالوں میں وہ پہلے سالوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ ثواب حاصل کر لیتا ہے پس اس سال اور اگلے سال ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے چندوں کو جلد سے جلد ادا کریں۔ تاکہ اس کے نتیجہ میں وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کر سکیں۔

ہفتہ جنگ کے اہم حالات

جرمنی کا روس پر حملہ

ہٹلر نے اپنی رسوائے عالم تصنیف "میری جدوجہد" میں لکھا ہے:-

"یہ بات فراموش نہ کرنی چاہیئے۔ کہ آج کل کے روس کے حاکم ایسے جرائم پیشہ لوگ ہیں۔ جن کا دامن خون آلودہ ہے۔ ہمارا واسطہ انسانیت کی تلچھٹ سے پڑا ہے۔ جس نے ایک نازک موقعہ پر حالات سے فائدہ اٹھا کر ایک بڑے ملک کو تباہ کر دیا۔ اور اس کا گلا گھونٹا۔ اور اپنی خون کی اندھی پیاس بجھانے کے لئے اس کے کروڑوں سرکردہ اور صاحب دماغ لوگوں کو ختم کر دیا۔ اور اب تقریباً دس سال سے زمانہ حال و ماضی کے لحاظ سے نہایت ظالمانہ طریق سے حکومت کر رہے ہیں۔ برسر حکومت لوگ ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو وحشیانہ ظلم کے ساتھ دروغ گوئی کی ناقابلِ یقین قابلیت کی ایک نادر آمیزش ہے"۔

روس کے متعلق ہٹلر کے زہر آلودہ خیالات کی یہ ایک جھلک ہے۔ اور اس وجہ سے دنیا یہ ماننے کے لئے ہرگز تیار نہ تھی۔ کہ یہ دونوں دشمن کبھی متحد ہو جائیں گے۔ اس لئے جب ۲۳ر اگست ۱۹۳۹ء کو دونوں میں معاہدہ عدم تجاوز کا اعلان ہوا۔ تو دنیا حیران رہ گئی۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر حیرت اہل عالم کو اس وقت ہوئی۔ جب ۲۲ر جون ۱۹۴۱ء کی صبح کو ہٹلر نے اس سمجھوتہ کی دھجیاں اڑا دیں۔ اور اسے ایک ردی کاغذ کی طرح پھاڑ کر پھینک دیا۔ روس کے ساتھ معاہدے کے بارہ میں بھی وہ اپنی کتاب میں اظہار رائے کر چکا ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے۔

"روس سے جرمنی کی دوستی کا مطلب ہوگا۔ کہ ایک نئی جنگ شروع ہو جائیگی"۔ اور اس نے اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ اس جنگ میں جرمنی بالکل تباہ ہو جائے گا۔

چنانچہ یہ جنگ شروع ہو چکی ہے۔ اور یہی خیال ... سے ظاہر کیا ہے۔ کہ یہ جنگ جرمنی کی تباہی کا موجب ہوگی۔ پہلے بعض لوگوں کا یہ خیال تھا۔ کہ مغربی یورپ پر فتح حاصل کرنے کے بعد جرمنی روس پر حملہ ... تو برطانیہ پر حملہ کر سکی۔ اور نہ ہی اس کی ہمت کو توڑ سکی۔ اس لئے اب وہ نئی چالیں چل رہی ہے۔ ہٹلر نے جرمن قوم سے وعدہ کیا تھا۔ کہ جنگ بہت جلد جیت لی جائے گی۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ اس لئے ہٹلر کو یہ کہنا پڑا۔ کہ ابھی کچھ عرصہ اور جرمن قوم کو میدان میں ڈٹے رہنا ہوگا۔ زیادہ سے زیادہ ہتھیار بنانے ہوں گے۔ اور مشکلات برداشت کرنی پڑیں گی۔ لیکن برطانیہ نے شروع میں ہی یہ اندازہ کر لیا تھا۔ کہ لڑائی لمبی ہوگی۔ اور اس کے لئے اسے بھی تیاریاں کرنی پڑیں گی۔ جرمنی کے کئی رستے اس اثناء میں بند ہو چکے ہیں۔ اور اب اس کے لئے اس کے سوا اور چارہ نہ تھا۔ کہ روس پر چڑھائی کر دے۔ برطانیہ پر حملہ سے وہ جھجکتی ہے۔ کیونکہ وہ جانتی ہے۔ کہ اسے فتح کرنا آسان نہیں ہے۔ اس کی بجائے روس کو دبوچ لیا جائے۔ یہ ممکن ہے۔ کہ شروع شروع میں جرمن فوجیں روس کے میدانوں میں برابر بڑھتی جائیں۔ کیونکہ انہیں میدانوں میں لڑنے کے لئے بہت تیار کیا گیا ہے۔ اور جنگی سامان بھی ان کے پاس زیادہ ہے۔ مگر روس پر پہلے بھی کئی حملے ہوئے ہیں۔ مگر روس نے ہر حملہ آور کو تباہ کر دیا ہے۔

ترکی اور جرمنی کا معاہدہ

ترکی کے ساتھ جرمنی کا معاہدہ اس ہفتہ کی ایک اہم چیز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں حکومتیں ایک دوسری پر حملہ نہ کریں گی۔ یہ دراصل ترکی کی کامیابی ہے۔ کیونکہ وہ جانتی تھی۔ کہ اگر جرمنی نے روس کے ساتھ ہی ترکی پر بھی حملہ کر دیا۔ تو روس ترکی کی کوئی مدد نہ کر سکے گا۔ اس معاہدہ میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے۔ کہ ترکی نے اس سے قبل برطانیہ وغیرہ سے جو معاہدات کر رکھے ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہ کی جائیگی۔ ترکی کے وزیر خارجہ سراج اوغلو نے صاف صاف کہہ دیا ہے۔ کہ ترکی جرمن فوجوں اور سامان جنگ کو کسی صورت میں اپنے ملک میں سے نہ گذرنے دے گی۔

شام میں جنگ

اس ہفتہ آزاد فرانسیسی اور برطانی فوجیں دمشق میں داخل ہو گئیں۔ اور دشمن کی فوجیں بیروت کے جنوب مغربی علاقہ میں ہٹ آئی ہیں۔ بیروت کی بندرگاہ پر بھی اتحادی حملہ کر رہے ہیں۔ اور خیال ہے کہ اس علاقہ میں فیصلہ کن جنگ لڑی جائے گی۔ برطانیہ نے اعلان کیا ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ شام میں خون خرابہ زیادہ ہو۔ اس لئے ہماری فوجوں کو بہت سی دقتوں کا سامنا ہے۔ ۲۳ر جون کو مسٹر چرچل نے ہاؤس آف کامنز میں اعلان کر دیا ہے۔ کہ مشرق وسطیٰ کے ہائی کمانڈر کو اختیار دے دیا گیا ہے۔ کہ شام کو آزاد کرنے کے متعلق برطانی وعدے کو پورا کرنے کے لئے جو تدابیر موزوں ہوں۔ عمل میں لائے۔ چنانچہ شام کی حکومت نے اپنے وزیر اعظم کی قیادت میں ملک کا اندرونی انتظام سنبھال لیا ہے۔ اور اب وزیر اعظم جنرل ڈیگول سے اس معاہدہ کے بارہ میں گفت و شنید کر رہے ہیں۔ جس کے مطابق شام کو آزاد کیا جائیگا۔ یہ بھی خبر تھی۔ کہ اس ہفتہ جرمن اور اطالوی فوجیں طبروق پر بڑا حملہ کریںگی۔ مگر انگریزی فوجوں نے خود حملہ کر کے ان کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ تین روز تک سخت لڑائی ہوئی۔ اس کے بعد دونوں فوجیں اپنی اپنی جگہ پر ہٹ آئی ہیں۔ انگریزی فوجوں نے نہ صرف یہ کہ طبروق پر دشمن کے حملہ کو روک دیا۔ بلکہ اسے میدان میں نکل کر لڑنے پر مجبور کر کے یہ بھی معلوم کر لیا۔ کہ وہ کتنے پانی میں ہے۔

ہوائی حملے

اس ہفتہ برطانیہ پر جرمن ہوائی حملے بہت کم ہوئے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ جرمنی اپنی فضائی طاقت روس کی سرحد پر جمع کر رہی تھی۔ رائل ایر فورس نے دشمن کے صنعتی کارخانوں۔ فوجی مقامات اور بندرگاہوں پر تمام ہفتہ شدید حملوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور انہیں سخت نقصان پہنچایا۔

احمدیہ جماعت شاہ مسکین کا سالانہ جلسہ

حسب معمول ۵-۶ جولائی ۱۹۴۱ء بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہوگا۔ شہر لاہور و ضلع لاہور و ضلع شیخوپورہ کی قرب و جوار کی جماعتوں کے احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔ سکھوں کے ساتھ مناظرہ ہونیکی بھی امید ہے۔ کھانے و رہائش کا انتظام بذمہ جماعت ہذا ہوگا۔

خاکسار سید ولایت شاہ احمدی۔
سیکرٹری جماعت احمدیہ شاہ مسکین۔

جماعت احمدیہ ونجواں کا سالانہ تبلیغی جلسہ

جماعت احمدیہ ونجواں کا سالانہ تبلیغی جلسہ ۲ر جولائی بروز بدھ وا۔ صبح ۱۰ بجے سے پانچ بجے شام تک ہوگا۔ مرکز سے علماء کرام تشریف لائیں گے۔ تمام حق پسند اور حق جو اصحاب وقت مقررہ پر تشریف لا کر علماء کرام کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوں۔ قریب کی جماعتہائے احمدیہ بھی جلسہ کی رونق کو بڑھائیں۔ اور زیر تبلیغ احباب کو ساتھ لائیں۔

خاکسار انچارج مقامی تبلیغ۔

تفسیر کبیر کے ریزرو شدہ نسخے

تفسیر کبیر کے کچھ نسخے ان احباب کے لئے ریزرو کئے گئے تھے۔ جن کی طرف سے ۱۹۳۶ء میں بذریعہ بکڈپو ایک روپیہ کی رقم یا کم و بیش وصول ہو چکی تھی۔ چنانچہ ان کے نام بطور اطلاع چٹھیاں ارسال کی گئیں۔ جن کا موجودہ پتہ معلوم نہ ہو سکا۔ ان کے متعلق اخبار الفضل میں اعلان کیا گیا۔ اس پر جن دوستوں کی طرف سے کوئی اطلاع موصول ہوئی۔ ان کے لئے ان کے منشاء کے ماتحت صورت تجویز کی گئی۔ لیکن جن دوستوں کی طرف سے کسی قسم کی کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی۔ ان کے لئے ریزرو شدہ صورت کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ بموجب اطلاع ایک ماہ تک انتظار کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اب اگر ایسے دوستوں کی طرف سے تفسیر کبیر کے لئے کوئی آرڈر موصول ہوگا۔ تو اس کی تعمیل صرف اسی صورت میں ہو سکیگی۔ جبکہ کوئی نسخہ قابل فروخت موجود ہوگا۔ تفسیر کبیر کے خواہشمندوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ایسے دوست اگر فوری طور پر اب کتاب خریدنا چاہیں۔ تو قیمت ارسال فرما دیں۔ ان منسوخ شدہ آرڈروں کی وجہ سے

نارتھ ویسٹرن ریلوے

از غایت یکم جولائی ۱۹۴۱ء مندرجہ ذیل گاڑیوں کے اوقات تبدیل کر دیئے جائیں گے جیسا کہ انکے بالمقابل دکھائے گئے ہیں۔

گاڑی نمبر	از سٹیشن	روانگی	تا سٹیشن	آمد
		بجکر منٹ		بجکر منٹ
۳۵-اپ	وزیر آباد	۹ — ۰	جہلم	۱ — ۵۳
۳۴-ڈاؤن	کھاریاں	۰ — ۵۲	لاہور	۴ — ۵۰
۶۵-اپ	ہمیرا	۷ — ۵۷	امرتسر	۹ — ۴۰
۱۲۸-ڈاؤن	جموں (توی)	۵ — ۵۸	سیالکوٹ	۶ — ۵۲
۱۶۶-ڈاؤن	″	۱۱ — ۰	وزیر آباد	۱۴ — ۴۰
۱۵۲-ڈاؤن	″	۹ — ۵	″	۱۱ — ۳۲
۲۹۶-ڈاؤن	″	۱۵ — ۲۵	″	۱۷ — ۵۵
۲۹۵-اپ	وزیر آباد	۵ — ۳۲	جموں توی	۸ — ۳۰
۲۹۱-اپ	″	۱۱ — ۰	سیالکوٹ	۱۲ — ۱۶
۱۲۵-اپ	″	۱۴ — ۳	″	۱۵ — ۲
۱۶۸-ڈاؤن	بٹالہ	۹ — ۱۵	قادیان	۹ — ۴۰
۴۰۴-ڈاؤن	ٹانڈہ ارمڑ	۲۰ — ۳۸	مکیریاں	۲۱ — ۳۰
۲۰۴-ڈاؤن	جالندھر شہر	۵ — ۰	″	۷ — ۱۷
۲۰۳-اپ	مکیریاں	۸ — ۷	جالندھر شہر	۱۰ — ۳۰
۲۰۵-اپ ریل کار	″	۶ — ۱۷	″	۸ — ۲۵
۲۹۸-ڈاؤن	جالندھر شہر	۱۹ — ۴۰	راہوں	۲۱ — ۳۵
۴۵۷-اپ/۲۵۰-ڈاؤن ۴۵۷-اپ	لائل پور	۶ — ۵۵	گنڈیاں	۱۴ — ۳۲
۴۵۸-ڈاؤن/۴۴۹-اپ ۴۵۸-ڈاؤن	گنڈیاں	۱۲ — ۰	لائل پور	۱۹ — ۵۵
۹۰-ڈاؤن	سرگودھا	۱۰ — ۳۷	شور کوٹ روڈ	۱۵ — ۵۵
۸۹-اپ	جھنگ مگھیانہ	۱۱ — ۴۰	سرگودھا	۱۴ — ۴۲
۷۷-اپ	سرگودھا	۱۰ — ۱۲	ملکوال	۱۲ — ۱۷
۲۵۲-ڈاؤن	ملکوال	۹ — ۱۷	ہرن پور	۹ — ۲۹
۷۰-ڈاؤن	″	۲۰ — ۴۴	″	۲۰ — ۵۶
۲۲۹-اپ/۲۳۲-ڈاؤن	نمال	۱۴ — ۲۷	جنڈ	۱۴ — ۴۸
۶۴-ڈاؤن/۵۹-اپ	″	۲ — ۱۲	″	۲ — ۳۲
۲۳۱-اپ/۲۲۰-ڈاؤن	جنڈ	۱۲ — ۵۴	نمال	۱۳ — ۱۴
۲۲۰-ڈاؤن/۲۲۱-اپ ۲۲۰-ڈاؤن	جنڈ	۱ — ۴۲	″	۲ — ۷
۲۴۱-اپ	ڈھڈیال	۶ — ۳۸	چکوال	۷ — ۱۷
۱۶۵-اپ	دہلی	۱۲ — ۳۰	سہارنپور	۱۷ — ۱۳
۱۱۳-اپ	″	۱۵ — ۵	میرٹھ شہر	۱۶ — ۵۵
۱۱۴-ڈاؤن	میرٹھ شہر	۱۷ — ۲۷	دہلی	۱۹ — ۲۰
۸-ڈاؤن	کھتولی	۱۳ — ۵۴	غازی آباد	۱۶ — ۱۳
۲۶-ڈاؤن	میرٹھ شہر	۱۳ — ۴۰	دہلی	۱۴ — ۳۵
۶۸-ڈاؤن	غازی آباد	۵ — ۴۰	″	۹ — ۱۰

گاڑی نمبر	از سٹیشن	روانگی	تا سٹیشن	آمد
		منٹ - بجکر		منٹ - بجکر
۳۴۸-ڈاؤن	پیلو کھیرا	۷ — ۱۰	پانی پت	۸ — ۴۲
۳۵۰-ڈاؤن	سفیدوں	۱۵ — ۱۲	″	۱۶ — ۱۴
۳۴۷-اپ	روہتک	۶ — ۲۵	جیند	۱۲ — ۱۰
۳۴۹-اپ	″	۱۵ — ۰	″	۲۱ — ۱۰
۵-اپ ریل موٹر	کنڈا گھاٹ	۹ — ۳۳	شملہ	۱۱ — ۶
۱۵۴-ڈاؤن	رائے کنڈ	۱۰ — ۱۰	قصور	۱ — ۴۵
۳۷۲-ڈاؤن	ولٹوہا	۲۱ — ۲۷	″	۲۲ — ۱۵
۴۴۷-اپ	چک جھمرہ	۱۲ — ۳۶	سانگلا ہل	۱۳ — ۱۴
۴۵۴-ڈاؤن	خوشاب	۷ — ۴۵	لائل پور	۱۳ — ۵
۴۳۲-ڈاؤن	سانگلا ہل	۱۳ — ۴۶	″	۱۳ — ۵۲
″	گوجرہ	۱۶ — ۶	شور کوٹ روڈ	۱۷ — ۵۰
۴۴۲-ڈاؤن	″	۷ — ۳۹	″	۹ — ۶
۴۴۹-اپ	شور کوٹ روڈ	۳ — ۵۲	گوجرہ	۵ — ۱۵
۴۴۱-اپ	جانیوالہ	۱۰ — ۷	سالار والا	۱۴ — ۱۸
۴۴۶-ڈاؤن	لائل پور	۱۷ — ۳۷	جانیوالا	۱۹ — ۱۵
۴۴۵-اپ	جانیوالہ	۱۹ — ۲۰	عباس پور	۲۰ — ۳۷
۵۳ اپ	جیکب آباد	۲۲ — ۴	ٹل	۲۳ — ۳۵
۵۰۰-ڈاؤن/۴۹۱-اپ	کمنانی	۱۰ — ۵۹	بوستان	۱۱ — ۳۴

مندرجہ ذیل سٹاپس کو بند کر دیا جائے گا

۲۲۰-ڈاؤن/۲۲۱-اپ/۲۲۰-ڈاؤن - ۶۴-ڈاؤن/۵۹ اپ و ۲۳۱-اپ/۲۳۲ ڈاؤن اور ۲۲۹/۲۳۲ ڈاؤن - واقعہ لنگر - ۳۷۲ ڈاؤن واقعہ رتوکی گوردوارہ - ۴۰۴ ڈاؤن واقعہ گرنا صاحب - ۵-اپ ریل موٹر واقعہ کنڈا گھاٹ

مندرجہ ذیل گاڑیاں منسوخ کر دی جائینگی

۱۱۳-اپ اور ۱۱۴-ڈاؤن مابین میرٹھ شہر اور مظفر نگر — ۱۴۱-اپ اور ۱۴۴ ڈاؤن مابین انبالہ چھاؤنی اور کالکا — ۸۸۵-اپ اور ۱۴۴-ڈاؤن مابین کالکا اور شملہ — ۱۵۵-اپ اور ۱۵۶-ڈاؤن مابین بٹھنڈہ اور فیروز پور چھاؤنی

درمیانی اسٹیشنوں کے اوقات کے متعلق وہاں کے اسٹیشن ماسٹروں سے دریافت کریں

حسب الحکم چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لنڈن ۲۵ جون۔ آج صبح روسی ہائی کمانڈ نے جو اعلان شائع کیا۔ اس میں بتایا گیا ہے۔ کہ فن لینڈ کی کھاڑیوں میں ایک جرمن آبدوز غرق کر دی گئی ہے۔ لیکن اس کے برعکس جرمنی کا دعوےٰ ہے۔ کہ بحیرہ بالٹک میں ایک روسی آبدوز ڈبو دی گئی ہے۔ اور مشرقی بالٹک میں ایک روسی کروزر جرمنوں کی بچھائی ہوئی ایک سرنگ سے ٹکرا کر ڈوب گیا ہے۔ روسی اعلان مظہر ہے کہ گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے۔ روسی ہوائی جہازوں نے رومانیہ کی بندرگاہ کنسٹنزا پر شدید بمباری کی۔ اور تین بار حملے کئے۔ اب اس میں آگ بھڑک رہی ہے۔ دریائے ڈینیوب کی ایک بندرگاہ پر بھی حملے کئے گئے۔ جرمن ہوائی جہازوں نے کریمیا کی ایک چھاؤنی پر دوبار حملے کئے۔ روسی ہوائی جہازوں نے ڈینزگ اور وارسا پر بھی بم برسائے۔ وارسا میں پٹرول کے گوداموں میں آگ لگ گئی۔ اس وقت تک روس کے ۳۷۴ ہوائی جہاز کام آ چکے ہیں۔ زیادہ تر جرمن بمباری سے اڈوں میں ہی برباد ہو گئے۔ جرمنی کے ۳۸۲ ہوائی جہاز برباد ہو چکے ہیں۔ جن میں سے ۱۶۲ لڑائی میں اور باقی اڈوں پر ہوئے۔ روسی اعلان میں یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ سوویٹ صفوں کے پیچھے جرمن پیراشوٹوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں روسی سپاہیوں کی وردی میں اتر رہی ہیں۔ ولنا اور کوناس وغیرہ کے بچاؤ کے لئے روسی زبردست مقابلہ کر رہے ہیں۔ سکنو انیا میں جرمن حملے بہت شدید تھے مگر ان کو پسپا کر دیا گیا۔ جرمن ٹینکوں کا ایک دستہ برباد ہو گیا۔ اور ایک مشینی دستہ کا صفایا ہو گیا۔ سوموار کو جرمن فوجوں نے فن لینڈ کی سرحد پار کرنا چاہی۔ مگر بے سود۔ جرمن ہائی کمانڈ کا دعوےٰ ہے کہ ایک بھی روسی طیارہ سرحد کو پار کر کے جرمنی پر حملہ آور نہیں ہو سکا۔

روم ۲۵ جون۔ اطالوی کیبنٹ کا اہم اجلاس ۵ جولائی کو ہو رہا ہے

ٹوکیو ۲۵ جون۔ جاپان گورنمنٹ اور ہائی کمانڈ کے مشترکہ اجلاس میں حالات حاضرہ پر پوری طرح غور کیا گیا

میڈرڈ ۲۵ جون۔ ہسپانوی کیبنٹ کا اجلاس دو روز کے بعد ختم ہو گیا۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ بین الاقوامی حالات پر غور کیا گیا۔ مگر کسی فیصلہ کا ذکر نہیں۔

لنڈن ۲۵ جون۔ رائل ایئر فورس نے پھر کولون ڈوسلڈورف اور کیل پر زناٹے کے حملے کئے۔ سرکاری جرمن نیوز ایجنسی نے خلاف عادت مان لیا ہے کہ بھاری نقصان ہوا۔ برطانی ہوائی جہاز تھوڑے تھوڑے وقفہ سے صبح تک حملے کرتے رہے

لنڈن ۲۵ جون۔ جرمنی کے ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ ہٹلر اپنی فوجوں کے ساتھ روسی مورچہ پر پہنچ گیا ہے۔ یہ اعلان اس کے ہیڈ کوارٹر سے چھپایا گیا ہے۔ روسی اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ جنوبی پولینڈ میں ٹینکوں کے بڑے دستوں میں لڑائی ہو رہی ہے۔ جرمنوں نے مان لیا ہے۔ کہ روسی جہازوں نے کل رات مشرقی پرشیا کے صدر مقام کونسبرگ پر حملے کئے۔ روسی اعلان میں لکھا ہے۔ کہ جرمنوں نے دریائے پروت کے کنارے پاؤں جمانے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہے۔ نیز فن لینڈ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اس نے گزشتہ دس روز سے جرمنوں کو اپنا ملک استعمال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ سٹاک ہالم کی ایک خبر ہے کہ جرمنوں نے نینن گراڈ پر زور کے حملے کئے۔ اور کئی جگہ شدید آگ بھڑک اٹھی۔ سویڈن کے ایک نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ بلقانی ملکوں میں جو جرمن فوج تھی اس کا بڑا حصہ اس وقت مکو دنیا پر بڑھ رہا ہے۔ جرمنوں کو اپنی کلوں اور مشینوں پر ناز ہے۔ مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ روس میں سب مشینیں ٹوٹ پھوٹ جایا کرتی ہے۔

واشنگٹن ۲۵ جون۔ پریذیڈنٹ روزویلٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ امریکہ روس کو زیادہ سے زیادہ مدد دے گا روس کا جو سرمایہ امریکہ میں روک لیا گیا تھا۔ اب وہ اسے نکلوا سکے گا۔ اب سائبیریا کے رستہ تجارت کرنے پر پابندیاں دور کر دی گئی ہیں۔ امریکہ اسے مشری اور مشینوں کے پرزے مہیا کرے گا۔

لنڈن ۲۵ جون۔ جرمن ایجنٹوں نے کل میڈرڈ میں برطانی سفارت خانہ کے سامنے مظاہرے کئے۔ جن کا مقصد یہ ہے۔ کہ برطانیہ اور سپین میں پھوٹ ڈلوائی جائے۔

لنڈن ۲۵ جون۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اتحادی فوجوں نے شام میں مرج العیون پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور وشی کی فوجیں شمال مغرب کو ہٹ گئی ہیں۔ ابھی اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی۔

روم ۲۵ جون۔ ایک اطالوی اعلان میں مان لیا گیا ہے۔ کہ سوموار کی رات کو برطانی ہوائی جہازوں نے بن غازی اور ٹریپولی پر زناٹے کے حملے کئے۔ طبروق کے محاذ پر دونوں طرف سے گولہ باری ہوتی رہی۔

لنڈن ۲۵ جون۔ لارڈ میئر کے فنڈ میں بیس کروڑ پونڈ کی رقم جمع ہو چکی ہے

لنڈن ۲۵ جون۔ سوڈان کے بچاؤ میں ہندوستانی فوجوں نے جو شاندار کام کیا ہے۔ اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سوڈان گورنمنٹ نے ہندوستان کو ایک لاکھ پونڈ کی رقم دی ہے۔ ابھی نہیں کہا جا سکتا۔ کہ یہ رقم کس طرح خرچ کی جائے گی۔

شملہ ۲۵ جون۔ حکومت ہند کے سپلائی ممبر آنریبل سر محمد ظفر اللہ خانصاحب آج دورہ پر روانہ ہو گئے۔ آپ یو۔ پی میں جنگی سامان کے بعض کارخانوں کا معائنہ کریں گے۔

لنڈن ۲۴ جون۔ آج ہاؤس آف کامنز میں گورنمنٹ نے اعلان کیا۔ کہ جب سے جنگ شروع ہوئی۔ برطانی گورنمنٹ اوسطاً ہر روز ایک کروڑ اڑھائی لاکھ پونڈ یعنی سولہ کروڑ روپیہ صرف کر رہی ہے اور اب تک چھ ارب پونڈ خرچ کر چکی ہے

لنڈن ۲۴ جون۔ ہاؤس آف کامنز میں تقریر کرتے ہوئے لارڈ ونٹرٹن نے کہا کہ کوئی ملک جرمنی اور برطانیہ ایسے دو دشمنوں کے ساتھ بیک وقت دوستی نہیں رکھ سکتا۔ ترکی کو برطانیہ کا ساتھ دینا ہوگا۔ یا جرمنی کا۔ مسٹر چرچل نے کہا کہ ہمیں بعض مشکلات میں گھرے ہوئے ممالک کی اپنی پوزیشن [illegible] نہیں کرنا چاہیئے۔

ماسکو ۲۴ جون۔ سوویٹ گورنمنٹ نے اپنے سفیر مقیم ٹوکیو کو ہدایت کی ہے کہ جاپان سے وضاحت طلب کرے کہ اس کا رویہ کیا ہے۔

لنڈن ۲۴ جون۔ آج برطانی پارلیمنٹ نے مختصر سی بحث کے بعد ایک ارب پونڈ قرضہ لینے کی منظوری دی ہے۔ سر کنگسلے وڈ کا بیان ہے کہ یہ رقم تین ماہ کے لئے کافی ہوگی۔

لنڈن ۲۴ جون۔ مسٹر ایڈن نے ہاؤس آف کامنز میں کہا۔ کہ گو ہم کمیونزم کے سخت خلاف ہیں۔ مگر جرمنی کو شکست دینے کے لئے روس کے ساتھ پورا تعاون کریں گے۔

شملہ ۲۴ جون۔ سر سکندر حیات خاں نے ایک تقریر براڈکاسٹ کرتے ہوئے کہا۔ کہ ۱۹۱۹ء کی سیاسی مراعات ہندوستان کو اس کے سپاہیوں کی بہادری کے صلہ میں ملی تھیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ موجودہ جنگ کے بعد ہمارے جانباز سپاہیوں کی سرفروشیاں فراموش کر دی جائیں

دہلی ۲۴ جون۔ پٹرول کو راشن کرنے کی سکیم کے متعلق حکومت ہند اعداد فراہم کر رہی ہے۔ عنقریب پٹرول اور مٹی کے تیل کے متعلق سرکار کی طرف سے مقرر کردہ قیمت کا اعلان کر دیا جائے گا

قاہرہ ۲۴ جون۔ مالٹا پر ہوائی حملوں سے ایک سال میں ۶۵ لوگ مارے گئے۔ ۲۰۱ شدید زخمی ہوئے اور ۱۳۳۴ مکانات منہدم ہو گئے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی